



 WWW.AL-SHIA.ORG

قرآن اور عورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِیْنَ الْمُعْصَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ ! حضرت انسان میں سلسلہ تفاضل، ابتداء خلقت انسان سے موجود ہے۔ سب سے پہلے تفاضل یعنی ایک دوسرے پہ فضیلت کا دعویٰ حضرت آدم - اور ملائکہ کے درمیان ہوا۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔ **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ** "اور تیرے رب نے جب فرشتوں سے کہا: میں اس زمین میں ایک خلیفہ (نائب ، نمائندہ) بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا: کیا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو وہاں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا جب کہ ہم تیری حمد و ثناء کی تسبیح اور پاکیزگی کا ورد کرتے رہتے ہیں۔" (بقرہ ۳۰)

پھر یہ سلسلہ تفاضل و تفاخر قابیل و ہابیل میں ہوا جب خداوند قدوس نے ایک کی قربانی قبول فرمائی اور دوسرے کی رد کر دی۔ **وَآتٰلُ عَلَیْهِمْ نَبَاۤ اِبْنِیْ اٰدَمَ یٰۤاَحَقُّ مَ اِذْ قَرَّبَا قُرْبٰنًا فَتَقَبَّلَ مِنْ اٰحَدِمَا وَلَمْ یُّتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرَ قَالَ لَاقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ** "اور آپ انہیں آدم کے بیٹوں کا حقیقی قصہ سنائیں۔ جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو اس نے کہامیں ضرور تجھے قتل کر دوں گا (پہلے نے کہا) اللہ تو صرف تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے ۔" (مائدہ : 27) یہ سلسلہ تفاضل و تفاخر یعنی ایک دوسرے پر فوقیت کا دعویٰ آج بھی موجود ہے ہر جگہ رائج ہے حالانکہ مرد اور عورت دونوں انسان ہیں، دونوں کی خلقت مٹی سے ہوئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ۔ **هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ** "وبی تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ۔" **"مؤمن : 67)** **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ج ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفًا فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ** "ضاور بتحقیق ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا پھر ہم نے اسے محفوظ جگہ میں نطفہ بنا دیا۔" **"المؤمنون : 12.13)** مرد اور عورت خلقت کے لحاظ سے مساوی اور برابر ہیں، دونوں کی خلقت مٹی سے ہوئی، نطفہ سے پیدائش کے بعد تمام مراحل میں ایک جیسے ہیں پھر ذکر و انثیٰ یعنی مرد اور عورت کی پیدائش کے حوالے سے ارشاد رب العزت ہو رہا ہے : **یٰۤاٰیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبٰٓئِلَ لِتَعَارَفُوْۤا** ۔ "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ، پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔" **(حجرات : 13)** ہاں تو خلقت ایک جیسی، محل خلقت ایک جیسا ، اساس خلقت ایک ، اس کے باوجود تفاضل و تفاخر کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے۔ آخر کیوں ؟ اسلام نے خواہ مرد سے مرد کا مقابلہ ہو یا عورت کا عورت سے تقابل ہو، یا مرد اور عورت کا آپس میں تفاخر ہو، ان سب میں برتری کا معیار صرف تقویٰ،

خوف خدا اور عظمتِ رب کے احساس کو قرار دیا ہے ارشاد ہو رہا ہے: **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ**۔ "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے" (حجرات: 13) مرد اور عورت کے باہمی فخر و مباہات کا سلسلہ ایسا چلا کہ عورت کو بے چارا بنا دیا گیا۔ قبل از اسلام تو انسانیت کے دائرہ سے بھی خارج قرار دیا گیا تھا، یونانیوں میں عورت کا وجود ناپاک اور شیطانی تصور کیا جاتا تھا۔ عورت فقط خدمت اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ تھی۔ رومی لوگ عورت کو روح انسانی سے خالی جانتے تھے وہ اسے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کے قابل نہیں سمجھتے تھے۔ ساسانی بادشاہوں کے زمانے میں عورت کا شمار اشیاء خرید و فروخت میں ہوتا تھا، یہودیوں میں عورت کی گواہی نا قابل قبول تھی۔ زمانہ جاہلیت کے عرب تو بیٹی کی پیدائش کو اپنے لئے موجب ننگ و عار جانتے تھے۔ ہندو اور پارسی، عورت کو بر خرابی کی جڑ، فتنہ کی بنیاد اور حقیر ترین چیز شمار کرتے تھے۔ چین کے فلسفی (کونفوشیوس) کا قول ہے عورت حکم و احکام دینے کے قابل نہیں ہے، عورت کو گھر میں بند رہنا چاہئے تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ قبل از اسلام جزیرہ نما عرب میں عورت زندہ رہنے کے قابل نہیں سمجھی جاتی تھی۔ بیٹی کی پیدائش ننگ و عار اور فضیحت و شرمساری کا موجب تھی۔ اسلام نے عورت کو وہ مقام دیا اور ایسی عظمت دی جس کا تصور کسی غیر مسلم معاشرے میں ممکن نہیں ہے۔ اسلام میں عورت کی عظمت کا کیا کہنا کہ جب بیٹی ملنے آتی تو علت غائی ممکنات، انبیاء کے سردار بنفوس نفیس تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے عظمت عورت کا ذریعہ جناب فاطمہ ہیں۔ قبل از اسلام اہل عرب بیٹی کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔ **وَإِذَا الْمَوْءَدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ**۔ "اور جب زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی۔" (تکویر: 9-8) یہ قبیح رسم اس قدر عام تھی کہ جب عورت کے وضع حمل کا وقت قریب آتا تو زمین میں گڑھا کھود کر اسے وہاں بیٹھا دیا جاتا پھر اگر نوزائیدہ لڑکی ہوتی تو اسے اس گڑھے میں پھینک دیا جاتا اور اگر لڑکا ہوتا تو اسے زندہ چھوڑ دیا جاتا، اسی لئے اس دور کے شعراء میں ایک شاعر بڑے فخریہ انداز میں کہتا ہوا نظر آتا ہے: سمیتھا اذا ولدت تموت والقبر صہر ضامن زمیت (مجمع البیان ج 10 ص 444) "میں نے اس نوزائیدہ لڑکی کا نام اس کی پیدائش کے وقت تموت (مر جائے گی) رکھا اور قبر میرا داماد ہے، جس نے اسے اپنی بغل میں لے لیا اور اسے خاموش کر دیا۔" بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے کی رسم بڑی دردناک ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس نے (متاثر ہونے کے بعد سچا اسلام قبول کیا) ایک آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا یا۔ رسول اللہ اگر میں نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہو تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "خدا رحم الراحمین ہے۔" اس نے عرض کیا یا

رسول اللہ! میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ فرمایا! وائے بو تجھ پر تیرا گناہ کتنا ہی بڑا ہی کیوں نہ ہو خدا کی بخشش سے تو بڑا نہیں؟۔ اس نے کہا! اگر یہ بات ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں زمانہ جاہلیت میں، میں دور دراز سفر پر گیا ہوا تھا، ان دنوں میری بیوی حاملہ تھی چار سال بعد گھر لوٹا تو میری بیوی نے میرا استقبال کیا، گھر میں ایک بچی پر نظر پڑی، میں نے پوچھا یہ کس کی بیٹی ہے؟ بیوی نے کہا! ایک ہمسائے کی بیٹی ہے۔ میں نے سوچا یہ ابھی اپنے گھر چلی جائے گی، لیکن مجھے اس وقت بہت تعجب ہوا جب وہ نہ گئی، آخر کار مجھے پوچھنا ہی پڑا، میں نے بیوی سے پوچھا۔ سچ بتا یہ کس کی بیٹی ہے؟ بیوی نے جواب دیا۔ آپ سفر پر تھے، یہ پیدا ہوئی، یہ تمہاری ہی بیٹی ہے۔ وہ شخص کہتا ہے۔ میں نے ساری رات پریشانی میں گزاری، کبھی آنکھ لگتی اور کبھی بیدار ہو جاتا، صبح قریب تھی میں بستر سے اٹھا میں نے بچی کو ماں کے ساتھ سویا ہوا دیکھا، بڑی خوبصورت لگ رہی تھی اسے جگایا اور کہا۔ میرے ساتھ چلو ہم نخلستان کی طرف چلے وہ میرے پیچھے پیچھے چل رہی تھی، جب ہم نخلستان میں پہنچے میں نے گڑھا کھودنا شروع کیا، وہ میری مدد کرتی رہی، مٹی باہر پھینکتی رہی، میں نے اسے بغل کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر اٹھایا اور اسے گڑھے میں پھینک دیا۔ یہ سننا تھا رسول اعظم کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے بات کو آگے بڑھایا، میں نے اپنا بایاں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا تاکہ وہ باہر نہ نکل سکے اور دائیں ہاتھ سے مٹی ڈالنے لگا اس نے بہت کوشش کی اور بڑی مظلومانہ انداز میں فریاد کرتی تھی اور بار بار کہتی تھی بابا جان! کچھ مٹی آپ کی داڑھی اور کپڑوں میں پڑ گئی ہے، وہ ہاتھ بڑھا کر اس مٹی کو صاف کرنے لگی، لیکن میں پوری قساوت اور سنگدلی سے اس پر مٹی ڈالتا رہا، یہاں تک اس کے نالہ و فریاد کی آخری آواز آئی اور وہ خاک میں دم توڑ گئی۔ حضرت رسول اعظم نے دکھی حالت میں یہ داستان سنی، پریشانی ظاہر تھی۔ اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا: اگر رحمت خدا کو اس کے غضب پر سبقت نہ ہوتی تو حتماً جتنا جلدی ہوتا خدا اس سے انتقام لیتا۔ (القرآن، یواکب الدبر، ج 2 ص 214) جزیرہ عرب کے کفار تو بین کے انداز میں ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور فرشتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ بیٹی کی پیدائش پر ان کا چہرہ مارے غصہ کے سیاہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد خدا ندی ہے: **أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ وَادَّأ بُشَيْرَ أَحَدِهِمْ يَمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَانِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَوَبَّو كَظِيمٌ أَوْ مَن يَنْشَأُ فِي الْحِلْيَةِ وَوَبَّو فِي الْخِصَامِ غَيْرَ مُبِينٍ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ بُم عِبَادُ الرَّحْمَانِ إِنَاتًا أَشْهَدُوا خَلَقَهُمْ**۔ "کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے (اپنے لیے) بیٹیاں بنا لیں ہیں اور تمہیں بیٹے چن کر دینے حالانکہ ان میں سے جب کسی ایک کو بھی بیٹی کامرودہ سنایا جاتا ہے جو اس نے خدا ئے رحمان کی طرف منسوب کی تھی تو اندر اندر غصے سے پیچ و تاب کھا کر اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ کیا وہ جو ناز و نعم کے زیور میں پلی ہے اور جھگڑے کے وقت (اپنا) مدعا بھی واضح نہیں کرسکتی۔ (اللہ کے

حصہ میں آتی ہے؟) اور ان لوگوں نے فرشتوں کو جو خدا کے بندے ہیں (خدا کی) بیٹیاں بنا ڈالا۔
کیا وہ فرشتوں کی پیدائش کو کھڑے دیکھ رہے تھے؟ (زخرف، 16 تا 19)

ہو سکتا ہے کہ یہ خیال زمانہ جاہلیت کی خرافات سے عربوں تک پہنچا ہو لیکن عرب ظلم و جور میں بہت آگے بڑھ گئے وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔ (زخرف، 16 تا 19) ارشاد خداوندی ہے: **وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَوَبَّ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ بُوْنٍ أَمْ يَدْسُهُ فِي التَّرَابِ أَلْأَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ** "اور انہوں نے اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دے رکھی ہیں جس سے وہ پاک و منزہ ہے اور یہ لوگ اپنے لیے وہ اختیار کرتے ہیں جو یہ پسند کریں یعنی لڑکے اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو غصے کی وجہ سے ان کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپتے رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کیا انہیں اس ذلت کے ساتھ زندہ رہنے دیا جائے یا انہیں زیر خاک دفن کر دیا جائے۔ دیکھو کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں۔" (سورہ نحل آیت (57-58-59) بہر حال اسلام سے قبل بیٹی (لڑکی) انسان ہی نہیں سمجھی جاتی تھی اور آج بھی بیٹے کی پیدائش پر خوشیوں کے شادیاں بجاتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں، بدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے۔

اور بیٹی کی پیدائش پر بس سردمہری، سکوت اور خاموشی کا مظاہرہ ہوتا ہے آخر ایسا کیوں ہے؟

عرب کی بد قسمتی کے اسباب

نعمان ابن منذر کے زمانے میں جنگ کے بعد عورتیں (لڑکیاں) قید ہوئی تھیں، مصالحت کے بعد ہر چیز کی واپسی شروع ہوئی تو بعض لڑکیاں واپس نہ آئیں۔ انہوں نے قبیلے میں آنے سے انکار کر دیا اور اپنے شوہروں کے پاس رہنے کو ترجیح دی یعنی جن کے پاس رہ رہی تھیں وہیں رہنا پسند کیا۔ عرب پریشان ہوئے ایک تو قید ہونے کا خدشہ تھا دوسرا بیٹے کام کرتے ہیں، کمائی کرنے والے ہوتے ہیں اور بیٹیاں خرچ خرچ کرتی ہیں لہذا احتمال ہے کہ ان دو وجہوں سے یہ (زندہ درگور کرنے کی) قبیح رسم رواج پکڑ گئی ہو۔ اسلام نے جس طرح انسانیت کی عظمت کو اجاگر کیا اور انسان کو اس کے مکرم و محترم اشرف المخلوقات ہونے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اسی طرح عورت کو نہ صرف مرد کی طرح مخلوق قرار دیا بلکہ انسانیت میں مکمل حصہ دار قرار دیا۔ عورت کی بے چارگی کو دور کیا اور اس کی عزت و عظمت کو واضح کیا ہے۔ مغربی لوگوں نے عورت کو کھلونا اور کاروبار کا ذریعہ اور اپنی خواہشات کی تکمیل کا وسیلہ بنایا، یہ آزادی نہیں بلکہ بدترین غلامی ہے۔ اسلام نے واضح کیا کہ (اے مرد) عورت بھی تیری

ہی طرح انسان ہے ، تیری ہی طرح اشرف المخلوقات ہے۔ تیری ہی طرح مکرم اور معزز مخلوق ہے بلکہ (اے مرد) جب عورت ماں کا درجہ پاتی ہے تو تیری جنت کی ضامن بن جاتی ہے۔ اسی کے قدموں میں جنت ہے، اسی کی خدمت میں صلہ میں تو جنت کا حقدار بنتا ہے پس (اے مرد) تو انسانیت اختیار کر اور عورت کو انسان سمجھ۔ اس کی عزت کر تاکہ تیری عزت ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ج** " لوگو اپنے خدا سے ڈرو جس نے تمہیں ایک فرد سے پیدا کیا اور اسی (خمیر) سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد عورت (روئے زمین پر) پھیلانے۔" (نساء: 1) مزید ارشاد ہے: **بِئْسَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا۔** " وہی ہے جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے سکون حاصل کرے۔" (اعراف: 189) اسلام اور قرآن عورتوں کا مذاق اڑانے اور ان سے مسخرہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرَنَّ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ ج** " اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے مسخرہ نہ کر لے ہو سکتا ہے وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں (یا مرد) عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے یہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ (سورہ حجرات آیت 11) اے مومنون! قرآن ایک دوسرے کی عزت کا درس دیتا ہے ایک دوسرے کا احترام اور عورتوں کی عزت۔ عورت مرد ہی کا حصہ ہے۔ مرد کی تخلیق سے بچی ہوئی خاک سے پیدا ہوتی ہے، مرد کی اولاد کا ظرف ہے: مرد کی حصہ دار ہے، مرد کے سکون کا ذریعہ۔ اور مرد کی ساتھی ہے یہ مرد کا لباس ہے اور مرد اس کا لباس ہے۔ **بُنَّ لِيَابَسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِيَابَسٌ لَّهُنَّ** " وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر 187) عورت کی بدقسمتی تذلیل کا ایک سبب یہ غلط تصور ہے کہ حضرت آدم ن کی مشکلات کی موجب جناب حوا ہیں۔ انہیں کی وجہ سے حضرت آدم ن جنت سے نکالے گئے، انہیں کی وجہ سے در بدر اور پریشان حال ہوئے اور مصیبت میں پھنس گئے۔ اسرائیلی روایات سے قطع نظر اس نظریہ کی کوئی اساس نہیں ہے اور قرآن مجید کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ جنت میں عیش و آرام، جنت سے نکلنے اور شیطانی وسوسوں وغیرہ کا جب بھی ذکر ہوا ہے تو آدم و حوا دونوں کا تذکرہ ہو ہے حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ قرار پائے، فرشتوں کے ساتھ علمی مقابلہ میں غالب رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی کو الہی نمائندگی ملی لیکن جب جنت میں ربائش اخراج اور پریشانی کا ذکر ہوا تو کسی ایک جگہ بھی حضرت حوا کو مورد الزام نہیں ٹھہریا گیا اور جب بھی ذکر ہوا تو دونوں ہی کا ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ۔** " اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں سکون کے ساتھ قیام کرو، جہاں سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت

کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں زیادتی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے بوجاؤ گے۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۵) مزید ارشاد ہوا ہے: **وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكَلَامِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ**۔ "اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ اس جنت میں سکونت اختیار کرو جہاں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں (زیادتی کرنے والوں میں) سے ہو جاؤ گے۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۱۹) (ان آیات قرآنی میں آدم علیہ السلام و حوا دونوں کا ذکر ہوا ہے اور جب شیطانی وسوسہ کا تذکرہ ہوتا بھی دونوں کا ذکر کیا گیا۔ ارشادِ خداوندی ہے: **فَارْتَلِبْهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ** "پس شیطان نے ان دونوں کو پھسلایا اور جس (نعمت) میں دونوں قیام پذیر تھے اس سے نکلوا دیا۔" (سورہ بقرہ ۳۶) نیز ارشاد ہے: **فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَاتِبِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسَمَهُمَا إِيَّيْ لَكُمْ لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَذَلَّاهُمَا يَغْرُورُج** "پھر شیطان نے انہیں بہکایا تاکہ اس طرف سے ان دونوں کے لیے پوشیدہ مقامات جو ان سے چھپائے گئے تھے ان کے لیے نمایاں بوجائیں اور کہا تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا تھا کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا زندہ جاوید نہ بن جاؤ۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۰-۲۱) ان قرآنی آیات میں شیطان کے وسوسے کا تعلق دونوں سے ہے اور اس طرح پھسلانے اور بہکانے جانے والے بھی آدم علیہ السلام حوا دونوں ہیں لہذا صرف حوا کو مورد الزام ٹھہرانا صحیح نہیں ہے۔ پھر جب جنت سے نکل جانے کا حکم ہو تو دونوں ہی کو بلکہ شیطان کو بھی حکم دیا اور شیطان کی دشمنی کا تذکرہ بھی دونوں کے لیے ہوا۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: **قُلْنَا ابْطُؤْا مِنْهَا جَمِيعًا** "ہم نے کہا تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۸) نیز ارشادِ خداوندی ہے: **قَالَ ابْطُؤْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ**۔ "ایک دوسرے کے دشمن بن کے نیچے اتر جاؤ اور زمین پر ایک مدت تک تمہارا قیام و سامان ہوگا۔ اللہ کی طرف سے یہ فرمان دونوں کے لیے آیا تھا۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۴) مزید ارشاد ہوا ہے: **وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلُّ لَكُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ**۔ "اور ان کے رب نے انہیں پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں بتایا نہ تھا کہ شیطان یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۲) ارشادِ خداوندی ہے: **فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ بَدَا عَدُوٌّ لَكَ وَزَوْجَكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى**۔ "پھر ہم نے کہا اے آدم! یہ تم اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم پر مصیبتیں نہ آئیں۔" (سورہ طہ ۱۲۲) قرآنی آیات کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ درخت سے دونوں کو منع کیا گیا تھا۔ وسوسہ شیطانی دونوں کے لیے تھا۔ جنت سے اترنا دونوں کے لیے تھا۔ شیطان کے دشمن ہونے کا تذکرہ دونوں کے لیے تھا۔ بلکہ دشمنی کے سلسلہ میں خطاب بھی دونوں کو ہوا۔ لہذا واضح ہوا کہ اس مسئلہ میں

جناب حوا ہی تنہا قصور وار نہیں ہیں البتہ شوہر نامدار کی شریک کار ضرور ہیں۔ ایک آیت میں تو براہ راست صرف آدم علیہ السلام کیلئے ہی وسوسہ شیطانی کا ذکر ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **فَوَسْوَسَ إِلَيْمَ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ بَلْ أَذُكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّيَالِي** "پھر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا آے آدم! کیا میں تمہیں اس ہمیشگی کے درخت اور لازوال سلطنت کے بارے میں نہ بتاؤں۔ (سورہ طہ - ۱۲۰) بہر حال بحسب الظاہر حضرت آدم علیہ السلام ہی کے لیے احکام تھے خدا کے فرامین انہیں کیلئے ہی تھے زحمت و دقت بھی ان کیلئے ہی تھی لباس کا اترنا بھی انہی کے لیے تھا حضرت حوا بہ حیثیت زوجہ ان امور میں مبتلا ہوئیں۔ جیسا کہ ایک مقام پر خداوند نے یہاں تک فرمایا ہے: **وَلَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ قَنَسٰى وَاَمَّ تَجِدْ لَهٗ عَزْمًا** "اور تحقیق ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے (ترک کر دیا) ہم نے ان میں کوئی عزم نہیں پایا۔ (سورہ طہ - ۱۲۰) قرآن کا عظیم احسان ہے کہ اس نے عورت کی بے چارگی اور مظلومی کو اجاگر کیا اور بتایا کہ حضرت حوا زوجہ ہونے کی وجہ سے شریک کار تھیں۔ خدا کے نمائندے آدم علیہ السلام پر ہی احکام کا نزول ہوا اور انہی سے عہد لیا گیا تھا جو پورا نہ ہو سکا۔ کیوں؟ کیا اس کی وجہ سے عصمت میں فرق نہیں پڑے گا۔ اس کا تذکرہ کسی مناسب مقام پر کریں گے۔ حضرت حوا ان معاملات میں مورد الزام نہیں ٹھہرتیں لہذا بے چاری عورت پر اشکال کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عورت بھی انسان ہے، عورت بھی مکلف ہے، مردوں کی طرح سے عورتیں بھی صالح ہیں اور عظمت عورت میں کوئی کلام نہیں۔ مرد کی طرح عورت بھی اشرف المخلوقات اور انسان ہے۔ عورت مرد کے مساوی بے فرق صرف فضیلت اور تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ مرد و عورت احکام میں برابر ہیں صرف خون کے مسائل میں عورت کے احکام جدا ہیں اور جہاد عورت سے ساقط... وگرنہ احکام میں مساوی ہیں۔ جزا و سزا میں بھی مساوی ہیں، اعزاز و اکرام اور ابانت و تذلیل میں مساوات ہے، خلقت و زندگی ایک ہے اور اساس زندگی بھی ایک ہی ہے۔ پس جب معیار تفاضل بھی ایک جیسا ہے لہذا جزا و سزا بھی ایک جیسی ہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **وَمَنْ يَّعْمَلْ مِّنَ الصَّٰلِحٰتِ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَّبُوْ مُؤْمِنٍ قٰوًا لِّئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَّلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا**۔ "اور جو نیک اعمال بجا لائے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہوں تو لہذا (سب) جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔ (سورہ نساء - ۱۲۴) ارشاد خداوندی ہے: **مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَّبُوْ مُؤْمِنٍ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ**۔ "جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ان کے اعمال کی بہترین جزا ضرور دیں گے۔ (سورہ نحل - ۹۷) بہر حال عورت و مرد اعمال اور جزا میں مساوی ہیں برکسی نے اپنا انجام خود بنانا ہے اور ہر فرد اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى** "کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا

بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (سورہ بنی اسرائیل - ۱۵) یہ تصور کہ مرد حاکم ہے۔ یہ انتظامی معاملہ ہے اور نظام کی درستگی کیلئے ہے، جیسے مرد حاکم ہے اور کوئی اشخاص اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ گھر کا سربراہ مرد ہے وگرنہ کوئی مرد ہے جو سیدہ سلام اللہ علیہا کے ہم پلہ ہو؟ کوئی ہے جس کی کارگزاری اور جس کا کام ثانی زہراء جیسا ہو پس مساوات ہی مساوات ہے اور فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔ بہر حال قرآن مجید کی رو سے مرد و زن کی خلقت کا طریق کار ایک ہے، معیار تفاضل و تفاخر ایک ہے اور وہ ہے عمل خیر! جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلًا عَامِلًا مِّنْکُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ "تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں ہو گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت کیونکہ تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔" (سورہ آل عمران - ۱۹۵) مرد عورت دونوں کی اہمیت ہے اور دونوں کا عمل وزنی، معتبر اور قابل اعتبار ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں تو پھر فوقیت اور چودھراہٹ کیسی؟ نظام خانوادگی میں ایک ہیں، نظام تناسل میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں، سکون حاصل کرنے میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ دونوں ایک ہیں اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَاوَلُیْکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ "اور جو نیکی کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں انہیں بے شمار رزق ملے گا۔ (سورہ مومن - ۴۰) درحقیقت بعضکم من بعض فرما کر یہ واضح کر دیا گیا کہ زندگی کی ضروریات اور تدبیر امور میں دونوں برابر ہیں اور ایک دوسرے کا حصہ ہیں۔ دونوں (مرد عورت) ایک جیسے ہیں، اس کے علاوہ عورت کو دو امتیازی صفات دی گئیں ہیں۔ ۱۔ عورت کی وجہ سے نوع انسان کی بقا و ارتقاء ۲۔ عورت واجد لطافت و حساسیت ہے جس کی معاشرہ میں اہمیت ہے اور پھر دنیا و آخر کے سب امور میں اشتراک ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ یَهْ بِعَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط لِّلرَّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اَکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اَکْتَسَبْنَط وَاَسْأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِہ ط اِنَّ کَانَ اللّٰهَ کَانَ یُکَلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ "اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اسکی تمنا نہ کیا کرو، مردوں کو اپنی کمائی کا صلہ اور عورتوں کو اپنی کمائی کا صلہ مل جائے گا اور اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو حقیقتاً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔" (سورہ نساء - ۳۲) (بحسب الظاہر دنیا کا کام نظر آ رہا ہے لیکن آیت میں عمومیت ہے۔ دنیا و آخرت کا کام جو بھی کرے گا۔ جس قدر کرے گا۔ جس خلوص و محنت سے کرے گا۔ اسی قدر نتیجہ اور ثمر حاصل کرے گا۔) خواہ وہ مرد ہو یا عورت (عورت) اے انسان مومن تو تکبر سے باز آ۔ غرور نہ کر۔ خود کو کسی سے برتر بہتر نہ سمجھ۔ تیرے گھر میں مزدوری کرنے والا، اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ عزت والا ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تیری زوجہ عمل و کردار میں تجھ سے زیادہ بہتر ہو پس معیار فضیلت تقویٰ ہے۔

قرآن مجید میں بعض عورتوں کا تذکرہ

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ، ام البشر جناب حوا ، آدم علیہ السلام کی (تخلیق سے) بچی ہوئی مٹی سے پیدا ہوئیں۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: **وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا** - "اور اس کا جوڑا اسی کی جنس سے پیدا کیا۔" (نساء: ۱) **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا** - "اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تمہیں سے پیدا کیا تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو۔" (روم: ۲۱) **وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا** - "اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں۔" (نحل: ۷۲) تمہاری ہی مٹی سے پیدا ہونے والی عورت تمہاری طرح کی انسان ہے، جب ماں باپ ایک ہیں تو پھر خیالی اور وبمی امتیاز و افتخار کیوں؟ اکثر آیات میں آدم اور حوا اکٹھے مذکور ہوئے ہیں، پریشانی کے اسباب کے تذکرہ میں بھی دونوں کا ذکر باہم ہوا ہے۔ دو آیات میں صرف آدم کا ذکر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اے انسان کسی معاملہ میں حوا کو مورد الزام نہ ٹھہرانا، وہ تو شریک سفر اور شریک زوج تھی۔ **وَلَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا** - "اور ہم نے پہلے ہی آدم سے عہد لے لیا تھا لیکن وہ اس میں پر عزم نہ رہے۔" (طہ: ۱۱۵) **قَالَ يَا آدَمُ بَلِّ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ** - "ابلیس نے کہا اے آدم! کیا میں تمہیں اس ہمیشگی کے درخت اور لازوال سلطنت کے بارے میں نہ بتاؤں۔" (طہ: ۱۲۵) آپ لوگوں نے ملاحظہ کیا کہ ان آیات میں حضرت حوا شریک نہیں ہیں اور تمام امور کی نسبت حضرت آدم ہی کی طرف ہے۔ (۲) زوجہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو شریعت لے کر آئے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: **شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ** - "اللہ نے تمہارے دین کا دستور معین کیا جس کا نوح کو حکم دیا گیا اور جس کی آپ کی طرف وحی کی۔" (شوریٰ: ۱۲) حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَا تَنفَعُ فِيهِمْ أَفْ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا** "بتحقیق ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے درمیان ۵۰ سال کم ایک ہزار سال رہے۔" (عنکبوت: ۱۴) حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم ہوا - **وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا** - "اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی بنائیں اور حکم ہوا کہ اللہ کے حکم سے کشتی کو بناؤ۔" (ہود: ۳۷) **وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِاسْمِ اللَّهِ مَجْرَابًا وَمَرْسَابًا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ** - "اور نوح نے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بتحقیق میرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور کشتی انہیں لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی۔" (ہود: ۴۲-۴۱) حضرت نوح نے اپنے بیٹے سے کشتی میں سوار ہونے کیلئے کہا اس نے (اور زوجہ نوح نے) انکار کیا اور کہا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور محفوظ رہوں گا۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: **يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ قَالَ سَأُوذَىٰ إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ط قَالَ لَعَاصِمِ الْيَوْمِ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَجِمَ وَحَالَ**

بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ۔ "نوح نے اپنے بیٹے سے کہا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو اس نے کہا میں پہاڑ کی پناہ لوں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ نوح۔ نے کہا آج اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں مگر جس پر اللہ رحم کرے پھر دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ (بود: ۴۳-۴۲) اور کشتی کوہ جودی پر پہنچ کر ٹہر گئی۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَائِكِ وَيَا سَمَاءُ أَفْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ "اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی خشک کر ہو گیا اور کام تمام ہو گیا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی اور ظالموں پر نفرین ہو گئی۔ (بود: ۴۴) کشتی ہی بچاؤ کا واحد ذریعہ تھی۔ قرآن مجید نے حضرت نوح۔ کی زوجہ کو خیانت کار قرا دیا ہے نبی کی بیوی ہونے کے باوجود جہنم کی مستحق بن گئی۔ ارشاد رب العزت ہے: ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأةَ نُوحٍ وَامْرَأةَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ "خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کیلئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال دی ہے یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن ان سے خیانت کی تو اس زوجیت نے خدا کی بارگاہ ان کو میں کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور ان کیلئے کہہ دیا گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی داخل ہو جاؤ۔ (تحریم: ۱۰) اپنا عمل ہی کامیابی کا ضامن ہے رشتہ داری حتی نبی کا بیٹا ہونا کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ (۳) زوجہ حضرت لوط حضرت لوط، حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے ان کی قوم سب کے سامنے کھلم کھلا برائی میں مشغول رہتی۔ لواطت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ پتھروں کی بارش سے انہیں تباہ کر دیا گیا۔ حضرت لوط کی زوجہ بھی تباہ ہونے والوں میں سے تھی جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ أَيْنَكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَبْلَهَ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا مِنَ الْعَاغِبِينَ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ "اور لوط کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم آنکھیں رکھتے ہوئے بدکاری کا ارتکاب کر رہے ہو کیا تم لوگ شہوت کی وجہ سے مردوں سے تعلق پیدا کر رہے ہو اور عورتوں کو چھوڑے جا رہے ہو درحقیقت تم بالکل جاہل لوگ ہو۔ تو ان کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ لوط کے خاندان کو اپنی بستی سے باہر نکال دو کہ یہ لوگ بہت پاک باز بن رہے ہیں تو لوط اور ان کے خاندان والوں کو بھی (زوجہ کے علاوہ) نجات دے دی اس (زوجہ) کو ہم نے پیچھے رہ جانے والوں میں قرار دیا تھا اور ہم نے ان پر عجیب قسم کی بارش کر دی کہ جس سے ان لوگوں کو ڈرایا گیاتھا ان پر (پتھروں) کی بارش بہت بری طرح برسی۔ " (نمل، ۵۴ تا ۵۵) حضرت لوط کی زوجہ خیانت کار نکلی اور عذاب میں مبتلا ہوئی جیسا کہ حضرت نوح۔ کی زوجہ

کا حال ہوا جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے ۔ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَةٌ نُّوحٍ وَامْرَأَةٌ لُّوطٍ "خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کیلئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال دی ہے۔" (تحریم : ۱۰) زوجہ نوح کی طرح زوجہ لوط بھی ہلاک ہو گئی ۔ (۴)زوجہ حضرت ابراہیم - حضرت ابراہیم خلیل اللہ عظیم شخصیت کے مالک ہیں انہیں جد الانبیاء سے تعبیر کیا گیا ہے اور تمام ادیان ان کی عظمت پر متفق ہیں۔ حضرت ابراہیم کی قوم بت پرست تھی دلائل و براہین کے ساتھ انہیں سمجھایا پھر ان کے بتوں کو توڑا توبت شکن کہلائے ۔ ان کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ گلزار بن گئی۔ خواب کی بنا پریٹے کو ذبح کرنا چاہا تو اس کا فدیہ ذبح عظیم فدیہ کہلایا ۔ ابراہیم خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور مکہ کی سر زمین کو آباد کیا ۔ ہمارا دین ، دین ابراہیم سے موسوم ہوا ۔ ان کی بت شکنی کے متعلق ارشاد رب العزت ہو رہا ہے : وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ فَجَعَلَهُمْ جُدَادًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ بَدَا يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ بَدَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۔ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نَكِسُوا عَلَىٰ رُؤُسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا بُدِئُوا بِتُفُوتٍ ۔ " اور اللہ کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے ان بتوں کی خبر لینے کی ضرور تدبیر سوچوں گا چنانچہ حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا سوائے ان کے بڑے (بت) کے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں ۔ (انبیاء ۵۸۷) کہا اے ابراہیم! کیا ہمارے ان بتوں کا یہ حال تم نے کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے (بت) نے ایسا کیا ہے تم ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں (یہ سن کر) وہ ضمیر کی طرف پلٹے اور دل ہی دل میں کہنے لگے حقیقتاً تم خود ہی ظالم ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا اور (ابراہیم سے) کہا تم جانتے ہو کہ یہ نہیں بولتے ۔ (انبیاء۔ ۶۲ تا ۶۵) نمرود کے حکم سے اتنی آگ روشن کی گئی کہ اس کے اوپر سے پرندہ نہیں گزر سکتا تھا۔ پھر ابراہیم کو گوپہن میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا گیا۔ مزید ارشاد فرمایا: قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ قَاعِلِينَ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۔ "وہ کہنے لگے اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو ۔ ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کیلئے سلامتی بن جا ۔" (انبیاء : 68-69) ابراہیم و نمرود کا مباحثہ اَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لِيَبْهِيَ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ "کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس بناء پر جھگڑا کیا کہ اللہ نے اسے اقتدار دے رکھا تھا جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے تو اس نے کہا زندگی او رموت دینا میرے اختیار میں بھی ہے ابراہیم نے کہا اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال کے دکھا! یہ سن کر وہ کافر مہبوت بوکر رہ گیا اور اللہ ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔" (بقرہ: ۲۵۸) حضرت ابراہیم اسماعیل اور ہاجرہ کو مکہ

چھوڑ آئے تو ارشاد فرمایا : رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ. "اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا ہے۔" (ابراہیم: ۳۷) خواب کی وجہ سے اسماعیل کا ذبح ارشاد رب العزت ہے: قَالَ يَا بَنِيَّ إِنِّي أُرِي فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُذْبِحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّائِرِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ بَدَأَ لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُئِينُ وَقَدَيْنَاهُ لِذَبْحٍ عَظِيمٍ. " ابراہیم نے کہا اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ لو تمہاری کیا رائے ہے اسماعیل نے کہا اے ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے اسے انجام دیں اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پس جب دونوں نے حکم خدا کو تسلیم کیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا تو ہم نے ندا دی اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔ بیشک ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ بڑا سخت امتحان تھا۔ ہم نے ایک عظیم قربانی سے اس کا فدیہ دیا۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل اور تعمیر کعبہ

ارشاد رب العزت ہے: وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَكَ وَأَرْنَا مَنَاسِكَنَا وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. " (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے۔ اے ہمارے رب ہم سے (یہ عمل) قبول فرما کیونکہ تو خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا۔ اور ہماری ذریت سے اپنی ایک فرمانبردار امت پیدا کر اور ہمیں ہماری عبادت کی حقیقت سے آگاہ فرما اور ہماری توبہ قبول فرما۔ یقیناً تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (بقرہ: ۱۲۷، ۱۲۸) امتحان میں کامیابی کے بعد امامت کا ملنا وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ. " اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات سے آزمایا اور انہوں نے ان کو پورا کر دیا۔ تو ارشاد ہوا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا اور میری اولاد سے بھی۔ ارشاد ہوا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔" (بقرہ: ۱۲۴) کیا کہنا عظمت اور خلتِ ابراہیم کا، وہ واقعاً ایک امت تھے۔ انہوں نے اللہ کے کاموں میں پوری وفا کی۔ ارشاد ہوا۔ وَأَبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى " اور ابراہیم جس نے (حق اطاعت) پورا کیا۔" (نجم: ۳۷) لیکن ان کی زوجہ محترمہ کی وفا مثالی اور کردار عالی تھا۔ حضرت ابراہیم کے ہر قول پر امانا وصدقنا کی حقیقی مصداق تھیں، اور ہر تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہتیں۔ چھوٹے بچے اسماعیل اور باجرہ کو اکیلے مکہ جیسی بے آب و گیاہ زمین میں چھوڑ رہے ہیں نہ پینے کا پانی ہے اور نہ کھانے کیلئے خوراک بننے والی کوئی چیز۔ سایہ کیلئے کوئی درخت بھی نہیں۔ نہ تو

کوئی انسان موجود ہے اور نہ کوئی متنفس لیکن باجرہ رضائے خدا ، رضائے ابراہیم پر راضی کھڑی ہیں اللہ نے اس بی بی کو اس قدر عظمت دی کہ اسماعیل کے ایڑیاں رگڑنے سے زم زم جیسے پانی کا تحفہ میسر ہوا بیچاری باجرہ پانی کی تلاش کیلئے بھاگ دوڑ میں ہی مشغول رہیں۔ صفا و مروہ شعائر اللہ اور حج کا عظیم رکن بن گئے مکہ آباد ہوا اور اللہ والوں کا مرکز ٹھہرا ۔ ارشاد رب العزت ہوا : رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي يَوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْنِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ۔ "اے ہمارے پروردگار! میں اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے قریب بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ رہا ہوں تاکہ وہ یہاں نماز قائم کریں اور (اے اللہ) تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرے شکر گزار بندے بن جائیں۔" (ابراہیم : ۳۷) اب اس گرم تپتی ہوئی زمین پر صرف دو انسان موجود ہیں ایک عورت اور دوسرا چھوٹا سا بچہ، ماں اور بیٹے کو پیاس لگی۔ ماں صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان پانی کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہی ہیں ارشاد رب العزت ہوتا ہے ۔ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ "بے شک صفا اور مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔" (بقرہ : ۱۵۸) ادھر اسماعیل رو رہے ہیں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں خدا نے پانی کا چشمہ جاری کر دیا باجرہ تھکی ہوئی آئیں پانی دیکھا تو خوش ہو گئیں ارد گرد مٹی رکھ دی اور کہا زم زم (رک جا رک جا) تو چشمہ کا نام زم زم پڑ گیا ۔ جب حضرت ابراہیم جانے لگے تو بے چاری عورت نے صرف اتنا کہا۔ اِلَىٰ مَنْ تَكَلَّمِيُ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو ۔ ابراہیم نے کہا اللہ یہ سن کر باجرہ مطمئن ہو گئیں ۔ عورت کا خلوص اور ماں کی مامتا اس بات کی موجب بنی کہ جب وہ پانی کی تلاش میں کبھی صفا اور کبھی مروہ کی طرف جاتی تو اللہ کو یہ کام اتنا پسند آیا کہ اس نے صفا و مروہ کے درمیان سات چکروں کو حج کا واجب رکن قرار دیا ۔ پانی ملا اور جب اس پر ہر طرف سے بند باندھا تو زم زم کہلایا ، حج کے موقع پر یہاں سے پانی لینا مستحب ہے اس پانی سے منہ اور بدن دھونا بھی مستحب ہے۔ آج پوری دنیا میں آب زم زم تبرک کے طور پر پہنچ کر گواہی دے رہا ہے کہ جناب باجرہ نے خدا و رسول کی جو اطاعت کی اس کے صدقے میں باجرہ کی پیروی کس قدر ضروری ہے۔ پھر آب زم زم کو یہ قدر و منزلت اور عظمت اس بی بی (عورت) کی وجہ سے نصیب ہوئی ۔ ابراہیم ۔ کا کام قابل احترام ہے لیکن زوجہ کا احترام بھی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ (۵) یوسف اور زلیخا خداوند عالم نے حضرت یوسف کو بہت بلند درجہ عطا فرمایا ان کے قصہ کو احسن القصص (بہترین قصہ) قرار دیا انہیں منتخب فرمایا ان پر نعمتیں عام کیں اور انہیں حکمرانی عطا فرمائی۔ البتہ یہ حقیقت ہے ابتدا میں بھائیوں نے بہت پریشان کیا کنویں میں ڈالا پھر بازار فروخت ہوئے اور بعد میں عورتوں نے بھی بہت پریشان کیا لیکن کامیابی و کامرانی آخر کار حضرت یوسف کو ہی نصیب ہوئی۔ ارشاد رب العزت ہوا : وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ

نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ .

"تمہارا رب تم کو اسی طرح برگزیدہ کر دے گا تمہیں خواہوں کی تعبیر کا علم سکھائے تم اور آل یعقوب پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کریگا جس طرح اس سے پہلے تمہارے اجداد ابراہیم و اسحاق پر کر چکا ہے بے شک تمہارا رب بڑے علم اور حکمت والا ہے۔" (یوسف : ۶) بھائیوں کی سازشوں ، ریشہ دانیوں اور ظلم سے حضرت یوسف بک گئے اور پھر عزیز مصر کے پاس آگئے۔ اب عورتوں نے اس قدر پریشان کیا کہ خدا کی پناہ ! ارشاد رب العزت ہوا : وَرَأَوْنَهُ الَّتِي بُوِيَ فِي بَيْتِهَا عَنِ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ لَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ وَلَقَدْ بَعَثَ فِيهِ بِمَاءٍ لَوْلَا أَن رَّا بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِن عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَبْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ يَٰ رَأُوْدَتِي عَنِ نَفْسِي وَشَهِدَ شَايِدٌ مِّنْ أٰبِلِهَآ إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدِّمَ مِن قَبْلِ فَصَدَّقَتْ وَبُوَ مِن الْكَاذِبِينَ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدِّمَ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَبُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدِّمَ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ . " اور یوسف جس عورت کے گھر میں تھے اس نے انہیں اپنے ارادہ سے منحرف کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور سارے دروازے بند کر کے کہنے لگی آ جاؤ۔ یوسف نے کہا پناہ بہ خدا! یقیناً میرے رب نے مجھے اچھا مقام دیا ہے بے شک ظالموں کو فلاح نہیں ملا کرتی اور اس عورت نے یوسف کا ارادہ کر لیا اور یوسف بھی اس کا ارادہ کر لیتے اگر وہ اپنے رب کے برہان نہ دیکھ چکے ہوتے۔ اس طرح ہوا ، تاکہ ہم ان سے بدی اور بے حیائی کو دور رکھیں کیونکہ یوسف ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ ث دونوں آگے نکلنے کی کوشش میں دروازے کی طرف دوڑ پڑے اور اس عورت نے یوسف کا کرتا پیچھے سے پھاڑ دیا اتنے میں دونوں نے اس عورت کے شوہر کو دروازے پر موجود پایا۔ عورت کہنے لگی جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قید میں ڈالا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے۔ یوسف نے کہا یہی عورت مجھے اپنے ارادہ سے پھسلانا چاہتی تھی اور اس عورت کے خاندان کے کسی فرد نے گواہی دی کہ اگر یوسف کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو یہ سچی ہے اور یوسف جھوٹا اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے جب اس نے دیکھا تو کرتا تو پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اس (کے شوہر) نے کہا بے شک یہ تو تمہاری فریب کاری ہے بتحقیق تم عورتوں کی فریب کاری تو بہت بھاری ہوتی ہے۔" (یوسف : ۲۳ تا ۲۸) یہ بہت بڑا واقعہ تھا ایک طرف بے چارا اور زر خرید غلام ہے جبکہ دوسری طرف بادشاہ کی بیوی ۔ چہ مگوئیاں ہوئیں۔ تو شاہ مصر کی زوجہ نے محفل سجائی عورتوں کو دعوت میں بلایا اور میوا جات رکھ دیئے گئے پھر ان سے کہا گیا کہ چھری کانٹے ہاتھ میں لے لو۔ دعوتِ خورد و نوش شروع ہوئی، ادھر سے پھل کٹنا شروع ہوئے ادھر سے یوسف کو بلا لیا گیا۔ وہ عورتیں حسن یوسف سے اس قدر حواس باختہ ہو گئیں کہ

بہت سی عورتوں نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ لیں۔ واہ رے حسن یوسف! ارشاد رب العزت ہے :
 وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَابَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ
 فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكًا وَأَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ
 عَلَيَّيْنِ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْتَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا بَدَا بِشَرًّا إِن بَدَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ قَالَتْ
 فَذَلِكُنَّ الَّذِينَ لُْمْتَنِينِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا
 مِّنَ الصَّاغِرِينَ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ - "شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کر
 دیا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو اس کے ارادہ سے پھسلانا چاہتی ہے اس کی محبت
 اس کے دل کی گہرائیوں میں اثر کر چکی ہے ہم تو اسے یقیناً صریح گمراہی میں دیکھ رہے ہیں
 پس اس نے جب عورتوں کی مکارانہ باتیں سنیں تو انہیں بلا بھیجا اور ان کیلئے مسندیں تیار
 کیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دے دی (کہ پھل کاٹیں) پھر اس نے یوسف سے
 کہا ان کے سامنے سے گزرو۔ پس جب عورتوں نے انہیں دیکھا تو انہیں بڑا حسین پایا اور وہ
 اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور کہے اٹھیں سبحان اللہ یہ بشر نہیں ہو سکتا یہ تو کوئی معزز فرشتہ
 ہے! اس نے کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں اور بے شک میں
 نے اس کو اپنے ارادہ سے پھسلانے کی کوشش کی تھی مگر اس نے اپنی عصمت قائم
 رکھی اور اگر یہ میرا حکم نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائے گا اور خوار بھی ہوگا۔ یوسف نے
 کہا: اے میرے رب! مجھے اس چیز سے قید زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ عورتیں دعوت دے
 رہی ہیں۔" (یوسف ۲۰ تا ۲۳) یوسف قید میں ڈال دئے گئے اور وہاں انہوں نے دو قیدیوں کے خواب
 کی تعبیر بیان کی اس کی خبر عزیز مصر کو ہو گئی پھر بادشاہ کے خواب کی تعبیر بھی بتائی
 جو ملک و ملت کیلئے مفید تھی تب بادشاہ نے یوسف کو قید خانے سے بلا بھیجا جب قاصد
 یوسف کے پاس آیا تو کہا : وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَيَّ رِيكَ فَاسْأَلْهُ مَا
 بَالِ النِّسْوَةِ الَّتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِيِنَّ عَلِيمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ
 قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ
 وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخْنُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ " اور بادشاہ نے
 کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ پھر جب قاصد یوسف کے پاس آیا تو انہوں نے کہا اپنے مالک کے
 پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا مسئلہ کیا تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے
 تھے میرا رب تو ان کی مکاریوں سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ نے عورتوں سے پوچھا اس وقت
 تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کو اپنے ارادے سے پھسلانے کی کوشش کی تھی؟ سب
 عورتوں نے کہا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ (اس موقع پر) عزیز کی بیوی نے کہا
 اب حق کھل کر سامنے آگیا ہے میں نے یوسف کو اس کی مرضی کے خلاف پھسلانے کی
 کوشش کی تھی اور یوسف یقیناً سچوں میں سے ہیں (یوسف نے کہا) ایسا میں نے اس لئے

کیا تاکہ وہ جان لے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کاروں کے مکر و فریب کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔" (یوسف : ۵۰ تا ۵۲) بہر حال حضرت یوسف بادشاہ کے بلانے پر فوراً نہیں گئے بلکہ اپنی برائت کے اثبات کے بعد با عزت و عظمت اور عصمت کے ساتھ بادشاہ کے ہاں گئے۔ عورتوں کے مکر سے محفوظ رہے عصمت پر کوئی دھبہ نہیں لگنے دیا اسی طرح بھائیوں کی ریشہ دانیوں کا کاربو گئیں اور یوسف عزت و عظمت کی بلندیوں تک پہنچے۔ وہی بھائی تھے، انہوں نے معذرت کی۔ ماں و باپ خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجا لائے اللہ کا فرمان ثابت رہا کہ تو میرا بن جا میں تیرا بن جاؤں گا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مردوں میں بھی اچھے برے موجود ہیں اور یہی حال عورتوں کا بھی ہے۔ یوسف کے بھائی غلط نکلے، عورتیں مکار ثابت ہوئیں لہذا مرد بحیثیت مرد عورتوں سے ممتاز نہیں ہے۔ بلکہ عورت و مرد میں معیار تفاضل تقویٰ ہے جو تقویٰ رکھتا ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت، وہ اللہ کا بندہ اور مومن ہوگا اور جو تقویٰ سے خالی ہے خواہ مرد ہو یا عورت، ظاہری طور پر انسان ہوگا لیکن حقیقت میں حیوان ہوگا۔

زوجہ حضرت ایوب

ارشاد رب العزت ہے : **وَأَذْكُرُ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَيُّ مَسِينَى الشَّيْطَانُ يَنْصُبِ وَعَذَابِ أَرْكُضُ يَرْجُلِكَ بَدَا مُغْتَسِلٌ مِ بَارِدٍ وَشَرَابٌ وَوَبِينَا لَهُ أَهْلُهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَى لَأُولَى الْأَلْبَابِ وَخُذْ يَدِكَ ضِعْفًا فَاصْرُبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ**۔ "اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے۔ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا۔ شیطان نے مجھے تکلیف اور اذیت دی ہے (م نے کہا) اپنے پاؤں سے (زمین پر) ٹھوکر مارو! یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے، ہم نے انہیں اہل و عیال دیئے اور اپنی خاص رحمت سے ان کے ساتھ اتنے ہی اور دے دیئے اور عقل والوں کے لئے نصیحت و عبرت قرار دی۔ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو تھام لو اسے مارو اور قسم نہ توڑو وبتحقیق ہم نے انہیں صابر پایا وہ بہترین بندے تھے بے شک وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔" (ص : ۴۱ تا ۴۴) حضرت ایوب کی حیران کن زندگی صبر و استقامت کی اعلیٰ مثال تھی ان کی زوجہ محترمہ کا بے مثال ایثار مشکلات میں گھرے ہوئے انسانوں کیلئے مشعل راہ ہے۔ حضرت ایوب کی فراوان دولت، کھیتیاں، بھیڑ بکریاں اور آل و اولاد سب ختم ہو گئے اور وہ نان جوہی کے محتاج ہو گئے، رشتہ دار اور دوست و احباب اور ماننے والے سب چھوڑ گئے وہ تن و تنہا اپنی پردہ دار زوجہ، نبی کی بیٹی زوجہ کے ساتھ زندگی گزارتے رہے ایسی کہ زوجہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے گذر بسر کرتی رہی اور پھر دوسری طرف شماتت اعداء کا بجوم تھا۔ حضرت ایوب سے پادریوں کا ایک وفد ملا اور کہنے لگا جناب ایوب ! لگتا ہے آپ سے کوئی بہت بڑا گناہ ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی ایوب صابر و شاکر تھے اللہ نے ان کی بہت تعریف کی تو

شیطان نے کہا جب ایوب کے پاس سب کچھ موجود ہے تو وہ صبر و شکر نہ کرے تو کیا کرے؟ بات تو تب ہے جب کچھ نہ ہو تو پھر صبر کرے۔ امتحان شروع ہوا سب کچھ ختم ہو گیا یکہ و تنہا ، بے یار و مددگار، مریض اور لاچار ہو گئے لیکن کیا کہنا عظمت زوجہ کا کہ انہوں نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ مزدوری کی زحمت اٹھائی۔ ایک دن کسی حکیم نے کہا میں دوا دیتا ہوں ٹھیک ہو جائیں گے لیکن ایک شرط ہے۔ آپ کو کہنا ہوگا کہ مجھے حکیم نے شفا دی ہے ان کی بیوی نے ہاں کردی حضرت ایوب نے بہت برا منایا اور سزا دینے کی قسم کھا لی۔ اب جب مصائب کا تلاطم ختم ہوا اور نصمات لوٹ آئیں تو قسم پوری کرنے کا مسئلہ پیدا ہوا خدا نے فرمایا : ایسی بے مثال زوجہ تو کسی کو نصیب نہیں ہوئی اس بے چاری کی اس قدر خدمات ہیں اس کے باوجود تم سزا کا سوچ رہے ہیں برگز نہیں بلکہ اللہ کا نام سب سے بڑا ہے تم جھاڑو لے لو اور اسے سزا کا آلہ قرار دو تاکہ قسم نہ ٹوٹے اور بات بھی پوری ہو جائے۔ ایوب نبی تھے صابر تھے عبد خاص تھے ہمیشہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے ان تمام صفات کے ساتھ وہ نبی تھے۔ کیا کہنا زوجہ ایوب کا (عورت کی عظمت) کہ سب چھوڑ گئے لیکن اس کا ایثار اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں آئی اسی لئے کہا گیا کہ اے مرد زوجہ کی اچھائی پورے گھر کو جنت میں بدل دیتی ہے عورت کی ذہانت اور اخلاق سے تیرا گھر جنت بن جاتا ہے تو بھی اچھا رہے عورت بھی اچھی رہے جبکہ آج کے زمانے میں برا گھر ہی تیرے لئے جنت بنا ہوا ہے۔ ۷۔ مادر موسیٰ^۱۔ ۸۔ خواہر موسیٰ^۱۔

آسیہ زوجہ فرعون

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ایک سو اکیس مرتبہ ہوا۔ ان کے مفصل واقعات ہیں جنہیں میں کئی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ولادت کا مخفی ہونا ، بعد از ولادت کے واقعات جس میں موسیٰ کی والدہ کا کردار، صبر و استقامت، بہن کا کردار، جدت و ہوشیاری کے ساتھ اس صندوق کا تعاقب جس میں حضرت موسیٰ سوئے ہوئے تھے اور پھر جناب آسیہ کا کردار جس نے فرعون کے دل میں ان کی محبت ڈالی اسے راضی کیا اور پھر اپنے گھر میں بہترین انداز سے موسیٰ کی پرورش کی۔ خوف کی حالت میں مصر سے روانگی اور مدین آمد، شادی و تزویج ، خدمت حضرت شعیب۔ شعیب جیسی بہترین شخصیت کا سہارا ثابت ہوئی۔ شادی ہو گئی کام مل گیا اور باعزت زندگی بسر ہونے لگی۔ ۳۔ مدین سے مصر واپسی ، نبوت کا اعلان ، فرعون سے تخاطب، جاوگروں کا واقعہ اور اس میں کامیابی اور عصا کے معجزات۔ ۴۔ فرعون کے غرق ہونے کے بعد قوم میں تبلیغ ، ان میں وحدت قائم رکھنا ، قوم کی ریشہ دوانیاں اور پھر عذاب کی مختلف صورتیں۔ ظاہر ہے سب کا تذکرہ تو ہمارے اس مختصر سے رسالہ میں مشکل ہے صرف بعد از ولادت کے چند واقعات کو آیات قرآن کی حدود میں رہتے

بوئے ذکر کریں گے۔ ارشاد رب العزت ہے : وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفَتْ عَلَيْهِ
 قَالَتْ فِي الْأَيْمِ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ " ہم نے مادر موسیٰ
 کی طرف وحی بھیجی کہ ان کو دودھ پلا لو اور جب اس کے بارے میں خوف محسوس کرو تو
 اسے دریامیں ڈال دو اور بالکل رنج و خوف نہ کرنا کریں ہم اسے تمہاری طرف پلٹا نے والے ہیں
 اور اسے پیغمبروں میں شامل کرنے والے ہیں۔ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِعًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهِ
 لَوْلَا أَنْ رَبَّنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِيْمٍ فَصُرْتُ بِهِ عَنِ حُجُبِ وَبِمِ لَّيْسَعُرُونَ
 وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ بَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ آبِلٍ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَ لَكُمْ وَبِمِ لَه نَاصِحُونَ فَرَدَدْنَاهُ
 إِلَىٰ أُمِّهِ كَىٰ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ " ادھر مادر موسیٰ
 کا دل بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ راز کو فاش کردیتی اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط نہ کیا
 ہوتا کہ وہ یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائے۔ اور مادر موسیٰ نے ان کی بہن (کلثوم) سے کہا
 کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ موسیٰ کو (دور سے) دیکھتی رہی کہ دشمنوں کو
 اس کام پتہ نہ چل جائے اور ہم نے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں کے دودھ کو پہلے سے حرام
 قرار دیا تھا چنانچہ موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ دوں جو اس بچے
 کو تمہارے لئے پالیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔ " (قصص: ۱۰ تا ۱۴) موسیٰ کے پیدا ہوتے
 ہی دایہ نے چاہا کہ حکومت کو خبر کر دوں کہ بچے کے نور کی چمک سے اس بچہ کی محبت
 پیدا ہوگئی دایہ نکلی تو حکومتی افراد گھر میں داخل ہوئے ماں نے موسیٰ کو تندور میں ڈال دیا۔
 حکومتی افراد کے جانے کے بعد بچے کے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ آتش تندور سلامتی او برد
 بن چکی تھی صندوق بنایا گیا بہن ساتھ چلی ماں نے آخری بار دودھ پلا کر نیل کی موجوں کے
 سپرد کر دیا۔ فرعون اور اسکی ملکہ دریا کے کنارے محل میں موجود دریا کا نظارہ کر رہے ہیں
 صندوق نظر آیا تو حکم ہوا کہ فوراً جائیں اور صندوق لے کر آئیں۔ حضرت موسیٰ کی نجات کے
 لیے صندوق کا ڈھکنا کھولا گیا ملکہ نے بچہ دیکھا تو اس کی محبت نے دل میں گھر کر لیا وَقَالَتْ
 امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِيْ وَلَكِ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَبِمِ لَّيْسَعُرُونَ۔ " اور فرعون
 کی زوجہ نے کہا یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو ممکن ہے کہ
 یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے۔ " (قصص: ۹)
 اللہ کی عجیب قدرت ہے کہ آسمان وزمین کے لشکروں سے کسی قوم کو نیست و نابود کر دے
 یا خود مستکبرین کے ہاتھوں برباد ی کاسامان ظہور پذیر ہو۔ موسیٰ کی دایہ قبیطی دریا سے
 نکالنے والے، متعلقین فرعون ڈھکنا کھولنے والا فرعون اور پھر موسیٰ غلبہ و اقتدار، موسیٰ
 جوان ہو گئے، بازار میں دو آدمیوں کو لڑا ئی کرتے دیکھا ایک کے مدد طلب کرنے پر دوسرے کو
 جان لیوا مکا مارا، اب مخفیانہ طور پر مصر کو چھوڑ کر چلے۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ
 رَبِّيْ اَنْ يَّبْدِيَنِيْ سِوَاءَ السَّبِيْلِ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْفُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ

امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَأَنسِفِي حَتَّى يُصَدِرَ الرَّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أُمَّيْ يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَصَ قَالَ لَاتَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - " اور جب موسیٰ نے مدین کا رخ کیا اور کہا کہ اب پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت اپنے جانوروں کو پانی پلا رہی ہے اور دیکھا کہ ان کے علاوہ دو عورتیں اپنے جانور لیے ہوئے کھڑی ہیں موسیٰ نے کہا کہ آپ دونوں کا کیا مسئلہ ہے؟ وہ دونوں بولیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کرواپس نہ چلے جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والدبڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔ موسیٰ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا یا پھر سایہ کی طرف بٹ گئے اور کہا کہ پالنے والے جو چیزیں تو مجھ پرنازل کرتا ہے میں اس کا محتاج ہوں پھر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی کہنے لگی میرے والدتم کو بلا رہے ہیں تاکہ تم نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلا یا ہے تمہیں کو اس کی اجرت دیں جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور اپنا سارا قصہ انہیں سنا یا تو وہ کہنے لگے خوف نہ کرو تم اب ظالموں سے نجات پا چکے ہو۔ " (قصص: ۲۲ تا ۲۵)

دختر جناب شعیب

حضرت شعیب کی خدمت میں موسیٰ کی آمد - شعیب کی طرف سے شادی کی پیش کش - حق مہر کا تعین - کئی سال کا کام - پھر واپس روانگی - راستہ میں بچے کی ولادت اور نبوت کا ملنا ان واقعات میں موسیٰ کی ماں کا مامتا پر ضبط، خواہر موسیٰ کی جفا کشی اور خبرداری پھر زوجہ فرعون کا ہر مرحلہ میں حضرت موسیٰ کا تحفظ - ان مراحل میں عورت کی عظمت، عورت کی محبت و ایثار اور نبی کی جان کے تحفظ - ایسے واقعات ہیں جن سے عورت کی عظمت واضح و آشکار ہوتی ہے - تزویج موسیٰ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ بَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَكْلِي حِجَجٍ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَسُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ مَا نَقُولُ وَكَيْلٌ " ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا اے ابا اسے نوکر رکھ لیں کیونکہ جیسے آپ نوکر رکھنا ہو تو ان سب سے بہتر وہ ہے جو طاقت ور، امانت دار ہو شعیب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں ایک کا نکاح اس شرط پر تمہارے ساتھ کروں کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو اور اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمہاری مرضی ہے اور میں تمہیں تکلیف نہ دوں گا انشاء اللہ تم مجھے صالحین میں سے پاؤ گے - موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان وعدہ ہے میں ان دونوں میں سے جو بھی

مدت پوری کروں مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو اور یہ جو کچھ ہم یہ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ ضامن ہے۔" (قصص: ۲۶ تا ۲۸) فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَيْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَيْلِهِ اْمْكُتُوا إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدِيرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْأَمِينِينَ أَسْلُوكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ - "پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کی اور وہ اپنے اہل کو لیکر چل دیے تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھائی دی وہ اپنے اہل سے کہنے لگے ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شائد وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا انگارہ لے کر آؤں تاکہ تم تاپ سکو جب موسیٰ وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے ایک مبارک مقام میں درخت سے ندا آئی اے موسیٰ میں ہی عالمین کا پروردگار اللہ ہوں۔ اور اپنا عصا پھینک دیجیے پھر جب موسیٰ نے عصا کو سانپ کی طرح حرکت کرتے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر پلٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا ہم نے کہا اے موسیٰ آگے آئیے اور خوف نہ کیجیے یقیناً آپ محفوظ ہیں اے موسیٰ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال دیجیے وہ بغیر کسی عیب کے چمکدار ہو کر نکلے گا۔" (قصص: ۲۹ تا ۳۲)

حضرت موسیٰ کے واقعہ کا عجیب منظر ہے۔ ایک طرف ماں کی مامتا پھر بہن کی جفا کشی اور بھائی کے صندوق کے ساتھ چل کر اپنی محبت کا ثبوت۔ آسیہ کا اخلاص اور نور کی چمک سے اس کے دل کی روشنی پھر مصیبت میں مبتلا حضرت موسیٰ کو ان کی نیکی۔ بے چاروں کی مدد سے اب شفیق و مہربان بزرگ سے ملاقات۔ جس نے ان کے کام سے خوش ہو کر داماد بنا لیا۔ جہاں حضرت موسیٰ جیسے بیٹے اور داماد کی طرح آٹھ دس سال سکون سے رہے۔ قدم قدم عورت وسیلہ سکون و راحت حضرت موسیٰ بن رہی ہے۔ کیا کہنا عظمت عورت کا۔ (۱۱) ملکہ سبا حضرت سلیمان کی حکومت تھی چرند پرند حیوانات جن وغیرہ انکے تابع، جب سفر کرتے ہوا کے دوش پر سوار سائیاں کے طور پر پرندے بالا سر ہوتے تاکہ دھوپ سے بچ جائیں، جگہ خالی دیکھی معلوم ہوا کہ بد بد نہیں ہے۔ ناراضگی کا اظہار کیا بد بد نے حاضری کے بعد ملکہ سبا کی حکومت کا تذکرہ کیا۔ ارشاد رب العزت: - إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدْتُنَّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ - " میں نے ایک عورت دیکھی جو ان پر حکمران ہے اسکے پاس ہر قسم کی نعمت موجود ہے اور اسکا ایک عظیم الشان تخت ہے میں نے دیکھا کہ وہ اور اسکی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔" (نمل: ۲۲ تا ۲۳) حضرت سلیمان نے خط دیا کہ وہاں ڈال آئے۔ خط کا مضمون إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِاسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلَمُوا عَلَىٰ وَاتُونِي مُسْلِمِينَ - (ملکہ نے کہا دربار لگاؤ میری طرف ایک محترم خط آیا ہے یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور وہ یہ ہے) خدا کے رحمان و رحیم کے نام سے شروع۔ تم میرے مقابلہ میں بڑائی مت کرو اور فرماں بردار ہو کر میرے پاس

چلے آؤ۔ (نمل: ۳۱ تا ۳۰) امراء و وزراء سے مشورہ کیا۔ عام طور پر بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو معزز لوگ بھی ذلیل ہو جاتے ہیں۔ طے ہوا کہ ہدیہ بھیج کر دیکھا جائے کہ کیا صورت حال ہے۔ حضرت سلیمان نے ہدیہ قبول نہیں کیا۔ فرمایا کون ہے۔ جو تخت بلقیس کو لائے۔ عفریت (جو جن تھا) کہنے لگا میں حاضر۔ لیکن ایک وزیر آصف بن برخیا تھا عرض کرنے لگا۔ پلک جھپکنے میں پیش کر سکتا ہوں پھر دیکھا کہ تخت سامنے موجود ہے۔ جب ملکہ بھی آ گئی۔ تو اسے محل کی طرف بلایا گیا۔ ارشاد رب العزت: قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. "ملکہ سے کہا گیا محل میں داخل ہو جائے۔ جب سامنے محل کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہاں گہرا پانی ہے اور اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا یہ شیشہ سے مرصع محل ہے۔ ملکہ نے کہا۔ پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔" (نمل: ۴۴) جب تک یہ عورت سورج پرست تھی۔ کافرہ مشرکہ سزا کی مستوجب جب ایمان لائی۔ صالح عمل بجا لائی تو بارگاہ رب العزت میں معزز و مکرم ٹھہری۔ اصل مسئلہ ارتباط بہ خدا ہے اور یہاں مرد و عورت میں مسابقت ہے پس جو بازی لے جائے۔

حضرت مریم

ماں نے نذر مانی خیال تھا بیٹا ہوگا مگر حضرت مریم کی ولادت ہوئی۔ اللہ نے بیٹی کو بھی خدمت بیت المقدس کے لئے قبول کر لیا۔ وَآيَةُ سَمِّيَتْهَا مَرْيَمَ وَآيَةُ أُعِيذُهَا يَكُ. "میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ میں اسے شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (آل عمران: ۳۶) پھر بڑی ہو گئیں۔ خدا کی طرف سے میوے آتے۔ ذکر کیا پوچھتے۔ بتائیں۔ من عند اللہ۔ اللہ کی طرف سے ہیں۔ حتیٰ کہ جوان ہو گئیں۔ ارشاد رب العزت ہے: وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ اتَّيَبَتْ مِنْ أَبْلِهَا مَكَانًا شَرْفِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَانِ مِنْكَ إِنْ كُنْتُ تَفِيًّا قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَبَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكِ بُوَ عَلَيَّ بَيْنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَانَبُهَا الْمُخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ بَدَا وَكُنْتُ نَسِيًّا فَتَادَابَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزِنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَبَرَى إِلَيْكِ جِذْعُ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا حِينًا فَكَلِمَى وَأَشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فِيمَا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقَوْلِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَانِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا قَالَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا يَا أُخْتُ بَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوِيًّا وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَتْ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبِرًّا يُوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ
 أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا . " (اے محمد) اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے۔ جب وہ اپنے گھر والوں
 سے الگ ہو کر مشرق کی جانب گئی تھیں۔ یوں انہوں نے ان سے پردہ اختیار کیا تھا۔ تب ہم
 نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا۔ پس وہ ان کے سامنے مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔
 مریم نے کہا۔ اگر تو پرہیز گار ہے تو میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے کہا میں
 تو بس آپ کے پروردگار کا پیغام رساں ہوں۔ تاکہ آپ کو پاکیزہ بیٹا دوں۔ مریم نے کہا۔ میرے ہاں
 بیٹا کیسے ہوگا۔ مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں۔ اور میں کوئی بدکردار بھی نہیں ہوں۔
 فرشتے نے کہا۔ اسی طرح ہوگا۔ آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ تو میرے لئے آسان ہے اور
 یہ اس لئے ہے کہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لئے نشانی قرار دیں۔ اور وہ ہماری طرف سے
 رحمت ثابت ہو اور یہ کام طے شدہ تھا اور مریم اس بچہ سے حاملہ ہو گئیں اور وہ اسے لیکر
 دور چلی گئیں۔ پھر زچگی کا درد انہیں کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں۔ اے کاش
 میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور صفحہ فراموشی میں کھو چکی ہوتی۔ فرشتے نے مریم
 کے پیروں کے نیچے سے آواز دی غم نہ کیجئے آپ کے پروردگار نے آپ کے قدموں میں ایک
 چشمہ جاری کیا ہے اور کھجور کے تنے کو بلائیں تو آپ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ پس آپ
 کھائیں پئیں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں اور اگر کوئی آدمی نظر آئے تو کہہ دیں۔ میں نے رحمان کی
 نذر مانی ہے۔ اس لئے آج میں کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔ پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر
 اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔ لوگوں نے کہا اے مریم۔ تو نے غضب کی حرکت کی۔ اے ہارون کی
 بہن۔ نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکردار تھی۔ " پس مریم نے بچے کی طرف
 اشارہ کیا۔ لوگ کہنے لگے ہم اس کیسے بات کریں۔ جو بچہ ابھی گہوارہ میں ہے۔ بچے نے کہا
 میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی
 ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے اور اپنی والدہ
 کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا قرار دیا ہے اور اس نے مجھے سرکش اور شقی نہیں بنایا۔ اور
 سلام ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا جس روز میں وفات پاؤں گا اور جس روز دوبارہ زندہ کر کے
 اٹھایا جاؤں گا۔ " (مریم: ۱۶ تا ۳۳) حضرت مریم خدا کی خاص کنیز۔ بیت المقدس میں ہر وقت ربائش
 ۔ اللہ کی طرف سے جنت کے کھانے و میوے۔ برگزیدہ مخلوق۔ بہت بڑے امتحان میں کامیاب
 ہوئی۔ ۳ گھنٹہ یا ۳ دن کے بچے نے اپنی نبوت اپنی کتاب اور اپنے بابرکت ہونے کی خبر دے کر
 کے اپنی والدہ ماجدہ کی عصمت کی گواہی دی اور بتایا مجھے والدہ ماجدہ سے بہترین سلوک
 کا حکم ملا ہے۔ پھر مریم کے پاؤں کے نیچے چشمہ جاری ہوا۔ خشک درخت سے تر و تازہ
 کھجوریں۔ یہ اللہ کی طرف سے اظہار ہے کہ جو میرا بن جائے خواہ عورت ہو یا مرد۔ میں اس کا بن
 جاتا ہوں ، عزت کی محافظت میرا کام، اشکالات کے جوابات میری طرف سے اور وہ سب کو

ایسے برگزیدہ لوگوں (مرد ہو یا عورت) کے سامنے جھکا دیتا ہے۔ تومیرے سامنے جھک جا۔ دنیا تیرے سامنے سرنگوں ہو گی۔ حضرت مریم کی تعریف و ثناء ارشاد رب العزت ہے: **وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ** " اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریم۔ اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے اور تمہیں پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں دنیا کی تمام عورتوں سے برگزیدہ کیا ہے اے مریم اپنے رب کی اطاعت کرو اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو۔ " (آل عمران: ۴۲-۴۳) **إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَبِكَلِمَةٍ فَانجَلَتْ فِي الْمَهْدِ وَكَهَلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمَسَّسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ**۔ " جب فرشتوں نے کہا اے مریم۔ اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا وہ دنیا و آخرت میں آبرو مند ہوگا اور مقرب لوگوں میں سے ہوگا اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں گفتگو کرے گا اور صالحین میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا۔ پروردگار! میرے ہاں لڑکا کس طرح ہو گا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے خلق فرماتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے۔ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور (اللہ) اسے کتاب و حکمت اور توریت و انجیل کی تعلیم دے گا۔ " (آل عمران: ۴۵-۴۸) اللہ حضرت مریم کو طاہرہ، منتخب ہو اور پاکیزہ ہونے کی سند کے ساتھ عالمین کی عورتوں کی سردار قرار دے رہا ہے۔ کلمۃ اللہ - روح اللہ کی ماں اعجاز خدا کا مرکز - طہارۃ و پاکیزگی کا مرقع ایسے ان لوگوں کی اللہ تعریف کرتا ہے مرد ہو یا عورت۔ "عورت بھی خدا کی معزز مخلوق ہے۔"

ازواج نبی اعظم

ارشاد رب العزت: **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ**۔ نبی مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔" (احزاب: ۶) ازواج میں بدکرداری و زنا وغیرہ کا تصور نہیں۔ حرم رسول ہیں۔ ان میں اس طرح کی خرابی نہیں ہو سکتی۔ ارشاد رب العزت: **إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَنَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا بَدَأَ الْفُكَّ مِثِينَ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْنَا بِرَبْعَةٍ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ قَالُوا لَيْكَ عِنْدَ اللَّهِ بِمُ الْكَافِبُونَ**۔ "جو لوگ بہتان باندھتے ہیں وہ یقیناً تمہارا ہی ایک گروہ ہے۔ اسے اپنے لئے برا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں سے جس نے جتنا گناہ کمایا اس کا اتنا ہی حصہ ہے اور ان میں سے جس نے اس میں سے بڑا بوجھ اٹھایا اس

کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہیں کیا اور کیوں نہیں کہا یہ صریح بہتان ہے۔ وہ لوگ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ اب چونکہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں تو وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔" (نور: ۱۱ تا ۱۳)

نبی اعظم کی زوجہ (عورت) پر تہمت لگی تو سختی کے ساتھ دفاع کیا گیا تاکہ عورت کی عظمت پر داغ نہ لگ جائے اور مومن مردوں کے ساتھ مومنہ عورتوں سے بھی کہا گیا آپ لوگوں کی پہلی ذمہ داری تھی کہ دفاع کرتے۔ احکام میں دونوں برابر۔ (مرد و عورت) اللہ کے احکام امہات المومنین کے نام۔ لیکن ان میں سب عورتیں شریک ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكِ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسْرَحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرًا مَّرْتَبَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِن اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَائِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ " اے نبی اپنی

ازواج سے کھدیجئے۔ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی آسائش کی خواہاں ہو تو او میں تمہیں کچھ مال دے کر شائستہ طریقہ سے رخصت کر دوں۔ لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور منزل آخرت کی خواہاں ہو تو تم میں سے جو نیکی کرنے والی ہیں ان کے لئے اللہ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو۔ تم میں سے جو کوئی صریح بے حیائی کی مرتکب ہو جائے اسے دگنا عذاب دیا جائیگا اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل انجام دے گی اسے ہم اس کا دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو۔ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ رکھتی ہو تو (غیروں کے ساتھ) نرم لہجہ میں باتیں نہ کرنا کہ کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔ اور اپنے گھر میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کے طریقت سے اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔ نیز نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ " (احزاب: ۲۸ تا ۳۳) ان آیات میں بعض چیزوں سے روکا گیا اور بعض کا حکم دیا گیا تاکہ غلط روی سے عورت بچ جائے اور فضائل و کمالات سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرے۔ اس میں کامیابی و کامرانی کا راستہ ہے۔ قرآن مجید نے ازواج نبی میں سے دو کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ اپنی طرف سے تبصرہ کے بجائے آیات اور ان کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ارشاد رب العزت۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قَدْ قَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَبُؤَى الْعَالَمِينَ الْحَكِيمُ وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ

وَأَعْرَضَ عَنْ مَ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ بِذَا قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَيْرُ إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ بُو مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّفَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُمْ مَّسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَائِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا . "اے نبی ! تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے۔ (کیا اس لئے) کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو۔ اللہ معاف کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمہارا مولیٰ اور وہی علیم و حکیم ہے۔ (ترجمہ آیات از تفہیم القرآن مولانا مودودی) (اور یہ معاملہ بھی قابل توجہ ہے کہ) نبی نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی۔ پھر جب اس بیوی نے (کسی اور) وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبی کو اس (افشاء راز) کی اطلاع دیدی۔ تو نبی نے اس پر کسی حد تک (اس بیوی کو) (خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے در گزر کیا۔ پھر جب نبی نے اسے (افشاء راز کی) یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی۔ نبی نے کہا۔ مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے بٹ گئے ہیں اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے باہم جتنہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبرائیل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں ۔ بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دے دے۔ تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے۔ جو تم سے بہتر ہوں ، سچی مسلمان ، باایمان ، اطاعت گزار ، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار ۔ خواہ شوہر دیدہ ہو یا باکرہ۔ جناب مولانا مودودی کے ترجمہ سے واضح ہو رہا ہے (اور باقی تراجم بھی اسی طرح ہی ہیں) کہ حال پتلا ہے کچھ اچھا نہیں۔ خدا خیر کرے۔ (۱۴) جناب خدیجۃ الكبرى (زوجہ رسول اعظم) واقعاً ایک تاریخ ساز خاتون جس نے گھر میں بیٹھ کر تجارت کی۔ مختلف دیار اور امصار میں پھیلی ہوئی تجارت کو سنبھالے رکھا۔ سب سے زیادہ مالدار ۔ لیکن عرب شہزادوں ، قبائلی سرداروں اور رؤساء کے پیغام ہائے عقد کو ٹھکرا کر رسول اعظم سے ازدواج کیا اور عورت کی عظمت کو چار چاند لگا دئے۔ عورت کھلونا نہیں۔ عورت عظمت ہے۔ عورت شرافت ہے۔ عورت جانتی ہے کہ میرا شوہر کون ہو سکتا ہے۔ سب کو ٹھکرا دیا کسی کی خوبصورتی، مالدار ہونا سامنے نہیں رکھا بلکہ نور الہی کو پسند کر کے اللہ و رسول کی خوشنودی کو ترجیح دی۔ واہ رے تیری عظمت اے خدیجہ! خویلد کے اس معزز ترین خاندان کی فرد۔ جو تین پشتوں کے بعد چوتھی میں رسول اعظم سے مل جاتا ہے۔ ترویج سے قبل طاہرہ و سیدہ قریش کے لقب سے پکاری جاتی تھی۔ قال زبیر کانت تدعی فی الجاہلیہ طاہرہ استیعاب برحاشیہ اصابہ جلد ۴ ص ۲۷۹ کانت تدعی فی الجاہلیہ بالطاہرہ و کان قیل لہا السیدہ قریش ۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱، ص ۱۸۷) حضور مدنی زندگی میں اکثر خدیجہ کا

ذکر کرتے رہتے اور فرماتے تھے:- رزقنی ا للہ اولادھا و حرمنی اولاد النساء - خدا نے خدیجہ سے مجھے اولاد عطا کی جب کہ اور عورتوں سے نہیں ہوئی، کبھی ارشاد فرماتے : آمنت اذا کفرالناس و صدقتنی اذکذبنی الناس - (اصابہ جلد ۴ ص ۲۸۳) وہ مجھ پر تب ایمان لائیں جب کہ لوگ منکر تھے اور انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے۔ تربیتی انداز میں قرآن مجید کی آیات (جن میں امہات المومنین ازواج نبی کو بعض چیزوں سے منع اور بعض کا حکم دیا گیا ہے) مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت خدیجہ اس قدر تربیت یافتہ - سلیقہ شعار۔ خدا و رسول کے فرامین پر عمل پیرا۔ رسول اعظم کے اشاروں و کنایوں کو سمجھنے والی۔ رسول اعظم کی قلبی راز دار۔ کہ ان کے زمانہ میں ایسے احکام کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ خود عاملہ صالحہ مومنہ کاملہ تھیں۔ تاریخ عالم میں برگزیدہ و عظیم خواتین گزری ہیں لیکن رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے معیار (بہترین عادات و خصائل - اعلیٰ خدمات اور عظیم قربانیوں کے عنوان سے) چار عورتیں ہی پوری اتریں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیر نساء العالمین اربع - مریم بنت عمران و ابنتہ مزاح، امراة فرعون و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد۔ (استیعاب بر حاشیہ اصابہ۔ جلد ۴، ۲۸۴) نوٹ : مریم بنت عمران، اینہ مزا، زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد یہ پانچ خواتین ہوتی ہیں جبکہ حدیث میں چار بتائی گئی ہیں۔ (۱۵) امہات المومنین میں سے زینب بنت جحش جناب زینب کے ساتھ حضور کی تزویج بڑا مشکل اور حساس مسئلہ ہے اللہ کے حکم ہی نے اس مسئلہ کو انتہا تک پہنچایا ، یہ تزویج اللہ کی طرف سے ہوئی۔ جناب زینب فرمایا کرتی تھیں: میرے جیسا کون ہے سب کی شادیاں رسول اعظم کے ساتھ ان کی خواہش یا والدین کی طرف سے ہوئی اور میری تزویج براہ راست خدا کی طرف سے ہے۔ جناب زینب حضور کی پھوپھی زادہ ، خاندان بنی ہاشم کی چشم و چراغ - لیکن حضور نے خود ان کی تزویج اپنے آزاد کردہ غلام اور پھر جس کو متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) زید بن حارث کے ساتھ کی۔ کافی دیر ملا پ رہا لیکن اختلاف بھی رہا۔ بالآخر انہوں نے طلاق دے دی تو اللہ کا حکم ہوا کہ حضور شادی کر لیں۔ اب مشکل درپیش ہے۔ ۱۔ متبنی - (منہ بولے بیٹے) کی زوجہ سے شادی کا فیصلہ ۲۔ آزاد کردہ غلام کی مطلقہ سے شادی وہ بھی حضور کی۔ لیکن اللہ کا ارادہ حکم بن کر آیا اور خدا کی طرف سے شادی ہو گئی۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا** - "اور (اے رسول یاد کریں وہ وقت) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا کہہ رہے تھے۔ اپنی زوجہ کو نہ چھوڑو اور

اللہ سے ڈرو۔ اور وہ بات آپ اپنے دل میں چھپا ئے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب زید نے اس (خاتون) سے اپنی حاجت پوری کر لی۔ تو ہم نے اس خاتون کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے شادی کرنے) کے بارے میں کوئی حرج نہ رہے۔ جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہے گا۔ "نبی کے لئے اس (عمل کے انجام دینے میں) کوئی مضائقہ نہیں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ جو (انبیاء) پہلے گذر چکے ہیں ان کے لئے بھی اللہ کی سنت یہی رہی ہے۔ اور اللہ کا حکم حقیقی انداز سے طے شدہ ہوتا ہے۔" (سورہ احزاب آیت ۳۷-۳۸) اس میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کی عظیم شخصیت اور سب سے برتر اور معزز شخصیت حضور کی ذات ہے۔ بعد از خدا توئی قصہ مختصر حضور کی محبت کا تقاضا۔ ان کے متعلقین سے پیارا اور ان کی عزت کرنا ہے۔ لہذا ازواج نبی عزت و عظمت کی مالک ہیں۔ اللہ نے ان کو دو خصوصیات عطا کی ہیں۔ ۱۔ ازواج نبی۔ مومنین کی مائیں ہیں۔ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ (سورہ احزاب آیت ۶) ۲۔ نبی کی ازواج سے اگرچہ طلاق ہو جائے کسی کو شادی کا حق نہیں۔ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ مَبْعَدِهِ أَبَدًا۔ سورہ احزاب آیت ۵۳ اور ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی بھی نکاح نہ کرو۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ بے اعتدالی اور حد سے تجاوز ان سے بھی ہوا ہے حکم تھا کہ گھر میں جم کر بیٹھی رہو۔ - وَأَذْكُرَنَّ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔ "اور اللہ کی ان آیات اور حکمت کو یاد رکھو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً باریک بین خوب باخبر ہے۔" (احزاب۔ ۳۴) لیکن گھر سے باہر جانا ہوا حوآب کے کتوں نے بھونکتے ہوئے متوجہ کیا، پھر جنگ جمل کی کمان ، نبی اعظم کے خلاف جہۃ بندی۔ سازش، اللہ کی طرف سے دل ٹیڑھے ہونے کا تذکرہ۔ - إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ بُؤْمُولَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (سورہ تحریم: ۴) اللہ کی طرف سے دھمکی آمیز فرمان ، تم کو طلاق بھی ہو سکتی ہے اور تم سے بہتر ازواج مل سکتی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت بڑے گھر میں رہنے کے باوجود عورت ہی رہتی ہے۔ بڑے گھر میں آنے سے حقیقی عظمت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن باہر ہمہ ازواج نبی انتہائی قابل عزت ، قابل تکریم ہیں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو عظمت کے منافی ہو۔ خداوند عالم نے ایک طرف ازواج کی طرف سے رسول اعظم کے خلاف سازش۔ دل کا ٹیڑھا ہونے کا تذکرہ کیا ہے دوسری طرف نوح و لوط کی بیویوں کی مخالفت اور کفر کا ذکر کیا نیز زوجہ فرعون کی عظمت اور مادر عیسیٰ کی تکریم و ثناء کر کے واضح کیا ہے کہ صرف کسی نبی کی زوجہ ہو نا کافی نہیں اصل میں دیکھنا یہ ہوگا کہ فرامین خداوندی پر کس قدر عمل ہوا۔ ارتباط بہ خدا کس قدر ہے نبی کی

اطاعت کا پیمانہ کیا ہے۔ مثبت پہلو رکھنے والی زوجہ انتہائی عظیم۔ منفی پہلو رکھنے والی زوجہ اپنی سزا کی مستحق۔

حضرت فاطمہ الزہراء

رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اکلوتی بیٹی ، پر عظمت بیٹی ، معصومہ بیٹی جس کی رضا خدا کی رضا، جس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی، باپ کا میوہ دل، جس کے متعلق حضور کا فرمان - فاطمہ ہی ام ابیہا - بغفہ منی میرا ٹکڑا۔ مہجۃ قلبی۔ دل کا ٹکڑا - جس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اپنی مسند پر بٹھاتے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی عظمت و طہارۃ قرآن میں مذکور - جناب فاطمہ زہراء کی عظمت کا ذکر قرآن مجید کر رہا ہے، سیدہ زہراء سلام علیہا کو قرآن نے مصطفیٰ (فاطر۔ ۳۲) مرتضیٰ (جن، ۲۷) مجتبیٰ (آل عمر ان ۱۷۰) اور پھر اذباب رجس اور یطرحم تطہیرا سے نوازا گیا (احزاب : ۳۳)۔ فاطمہ زہرا ، ان کے شوہر اور ان کی اولاد کی محبت اجرر سالت قرار پائی۔ (شوریٰ ۲۳) (نصاریٰ نجران کے مقابل میں مبادلہ میں شرکت۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ مَّ بَعْدِمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَانَنَا وَأَبْنَاكُمْ وَنِسَائِنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (آل عمران ۶۱) زہرا ، حسین و زینب کبری کی ماں جنہوں نے جان و چادر دیکر اسلام کو زندہ و جاوید بنا دیا۔ فدک کی مالک فاطمہ ، دربار میں خطبہ دینے والی فاطمہ ، پانی جس کا حق مہر فاطمہ ، جس کی تزویج پہلے عرش علیٰ پر پھر زمین پر ہوئی - فاطمہ ، بس فاطمہ - فاطمہ ، فاطمہ ہی ہے، فاطمہ و اولاد فاطمہ اللہ کے محبوب۔ جان کا نذرانہ پیش کرنے والے۔ جنہوں نے بچے دئیے ، بھتیجے دئیے، بھانجے دئیے، بھائی دئیے، اصحاب و انصار دئیے ، جان کا نذرانہ پیش کیا۔ چادر دی، بتکڑیاں و طوق پہنے جن کے ہاتھ پس پشت باندھے گئے۔ سیدانیوں کو درباروں ، بازاروں میں پھرایا گیا۔ سب کچھ برداشت ، سب کچھ قبول۔ کیوں؟ اسلام بچ جائے۔ انسانیت کی عظمت محفوظ رہے۔ انسانیت کی محافظ ، فاطمہ بنت فاطمہ ، اولاد فاطمہ - زینب (عورت) کی عظمت کہ حسین کے کارنامہ کو بازاروں ، درباروں میں خطبہ دے کے واضح و آشکار کیا۔ جب بھی عورت کی عظمت میں تذبذب ، شک ہو تو زینب ، رباب ، ام لیلیٰ ، کلثوم ، سکینہ کے کارنامے دیکھ لیا کرو۔ گردن جھک جائے گی۔ مرد قوام علی النساء۔ لیکن فاطمہ فاطمہ ہے۔ زینب زینب ہے۔ ان کی برابری کیسے ہو؟ عورت بیٹی ، زوجہ ، والدہ بیٹی اللہ کی طرف سے رحمت اور بیٹا نعمت ہے۔ نعمت سے رحمت کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے رحمت ہی سے نظام چل رہا ہے۔ باران رحمت انسانی زندگی کے لیے عظیم تحفہ ہے بہر حال قرآن رحمت رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رحمت ، رحمت جباریت و قہاریت سے زیادہ وسیع ہے اور بیٹی بھی رحمت۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے : إِذْ قَالَتْ امْرَأَةٌ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلَ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي مَيْتَبًا مَرِيمَ وَإِنِّي أُعِيدُهَا بِنِعْمَةِ رَبِّي وَسَيِّئَاتُ الْمُنَافِقِينَ وَالشَّيْطَانُ الرَّجِيمُ فَتَقَبَّلَهَا
رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكَ بَدَأُ قَالَتْ بُو مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ " (اور وہ وقت یاد
کرو) جب عمران کی عورت نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے شکم میں ہے اسے تیری نذر
کرتی ہوں وہ اور باتوں سے آزاد ہوگا تو میری طرف سے قبول فرما بے شک تو بڑا سننے والا۔
جاننے والا ہے۔ پھر جب اسے جن چکی تو کہنے لگی، مالک۔ میں نے تو بیٹی جنی ہے۔ اللہ
کے بارے میں بہتر جانتا ہے کہ جو اس (مادر مریم) نے جنا۔ اور بیٹا اس بیٹی جیسا نہیں ہو
سکتا اور میں نے اس (بیٹی) کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اسکی اولاد کو شیطان مردود
سے تیری پناہ میں دیتی ہوں چنانچہ اسکے رب نے اسکی نذر (لڑکی) کو بوجہ احسن قبول کیا
اور اس کی بہترین نشوونما کا اہتمام کیا اور زکریا کو اس کا سر پر ست بنا دیا جب زکریا اس کے
حجرہ عبادت میں آئے تو اسکے پاس طعام موجود پاتے پوچھا اے مریم یہ (کھانا) تمہارے پاس
کہاں سے آتا ہے۔ وہ کہتی اللہ کے ہاں سے۔ بے شک خدا جسے چاہتا ہے بے حساب رزق
دیتا ہے۔" (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۵-۳۶-۳۷)۔ عام طور پر نذر لڑکوں کی ہوتی ہے ادر مریم
بھی پریشان ہوئی لیکن اللہ نے اس کی نذر کو بوجہ احسن قبول فرمایا ارشاد د بو ایس الذکر
کالانثی یعنی لڑکا، لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ بیٹی کی اہمیت اس کا م میں بھی
(جس کی نذر کی تھی) بیٹے سے کم نہیں ہے کہ جسے بوجہ احسن قبول فرمایا گیا۔ پھر جب
زکریا جیسے نبی ہی کھانا و طعام ملاحظہ فرماتے ہیں تو اللہ کی طرف سے ان نعمات کی آمد پر
شکر بجالاتے۔ بیٹی کی عظمت کی دلیل بیٹی کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائے کہ خدا نے
رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیٹی ہی دی۔ صرف ایک بیٹی۔ لیکن وہ اس
عظمت کی مالک کہ جب تشریف لائیں تو رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنفس نفیس
تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ جب ارشاد رب العزب ہوا: وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ۔ "قربیبی رشتہ
داروں کو انکا حق دیا کرو۔" (بنی اسرائیل: ۲۶) تب رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
جناب فاطمہ الزہرا کو فدک دے دیا۔ الدر المنثور جلد ۴ ص ۳۲۰ روایت حضرت ابن عباس۔ اسی
طرح ارشاد رب العزت ہے: قُلْ لَأَسْأَلَنَّكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ "کہہ دیجیے کہ میں اس
تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے۔" (سورہ
شوریٰ: ۲۳) اس آیت میں بھی قربت کا محور جناب سیدہ ہیں۔ مزید ارشاد رب العزت ہے: إِنَّمَا
يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذِيبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ "اے اہل بیت اللہ کا ارادہ بس یہی ہے
کہ ہر طرح کی ناپاکی کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسا پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے
کا حق ہے۔" (سورہ احزاب: ۳۳) آیت تطہیر کا محور بھی جناب سیدہ دختر رسول اعظم

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں چنانچہ وقت تعارف کہا گیا ہے ہم فاطمہ و ابوہا و بعلہا و بنوہا یعنی مرکز تعارف بیٹی ہی بن رہی ہے۔ عورت (بیٹی) کا مقام سیدہ زینب بنت علی کیوں نہ ایک اور بیٹی کا ذکر بھی کر دیا جائے جس نے باپ کے زانو پر بیٹھے ہوئے پوچھا تھا بابا آپ کو ہم سے محبت ہے۔ حضرت نے فرمایا تھا جی ہاں عرض کی یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سے محبت بھی ہو اور بیٹی سے محبت بھی ہو پھر خود کہا ہاں۔ اللہ سے محبت۔ بیٹی اور اولاد پر شفقت ہے۔ کیا کہنا عظمتِ ثانی زہراء۔ کیا شان ہے دخترِ مرتضیٰ کی جس نے اپنے خطبات سے اسلام کو زندہ و پائندہ بنادیا۔ حق کو روز روشن کی طرح پوری دنیا کے سامنے واضح کیا کہ حسین۔ باغی نہیں نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے بہر حال تم بیٹی یعنی عورت کو کم درجہ کی مخلوق نہ سمجھو مرد کے کام کی تکمیل عورت ہی کرتی ہے عورت و مرد کا کوئی فرق نہیں ہے۔ معیارِ تفاضل صرف تقویٰ اور ارتباط بہ خدا ہے۔ عورت... زوجہ شادی اور تزویج فطرت کی تکمیل ہے۔ حدیث میں ہے کہ شادی کے بغیر مرد کا دین آدھا ہے تزویج سے اسکے دین کی تکمیل ہو گی۔ بعض روایات میں غیر شادی شدہ مرد کو بدترین کہا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ شرا کم عزابکم تم میں سے بدترین افراد غیر شادی شدہ ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان) شادی ہی سے اجتماعیت کا تصور پیدا ہوتا ہے اس وقت انسان خود سے بٹ کر سوچنے کا سلسلہ شروع کرتا ہے۔ قرآن مجید نے دعا کی تلقین کی ہے اے انسان یہ دعا طلب کیا کر: رَبَّنَا بَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ "پروردگار ہماری ازواج اور رہماری اولاد دے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما۔" (سورہ فرقان: ۷۴) ارشاد رب العزت ہے: وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ "تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں۔ اور تمہارے غلاموں کنیزوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑا وسعت والا علم والا ہے۔" (سورہ نور: ۳۲) انسانیت کی بقا کے لیے سلسلہ تناسل کا جاری رہنا ضروری ہے سلسلہ تناسل کے لیے عورت اسکا لازمی جز ہے۔ انسانیت کی بقا مرد و عورت دونوں کی مربون منت ہے مرد کی طرح عورت بھی اہمیت رکھتی ہے۔ عورت کا وجود لازمی اور ضروری ہے۔ اس لیے حکم دیا گیا کہ بے نکاح لوگوں کے نکاح کرو یعنی ایسے اسباب مہیا کرو کہ ان کی شادی ہو سکے نکاح کے اسباب وسائل مہیا کرو تا کہ صالح مرد اور صالحہ عورتوں کے ملاپ سے انسانیت کی بقاء ہو۔ بہر حال اسلام نے بہترین توازن پیدا کیا اور ایسا نظام دیا جس میں ان دونوں کی عزت، عظمت اور اہمیت ظاہر ہے۔ خطبہ طلب زوجہ بھی (شادی کرنے کی خواہش کا اظہار) مرد کی طرف سے ہے برات مرد کی طرف سے ہے لیکن برات کے آنے سے نکاح کا صیغہ عورت کی طرف سے ہوگا۔ گویا عورت برات کا استقبال کر رہی ہے۔ ایجاب عورت کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اب اس عزت و احترام کے ساتھ عورت کا ورود مرد کے گھر میں ہوتا ہے تاکہ عورت (زوجہ) کی

اہمیت واضح ہو جائے۔ مرد سمجھے کہ کسی نے اپنے جگر کا ٹکڑا اس کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے۔ اسی لیے تو اس لڑکی کا باپ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ میری امانت آپ کے حوالے ہے۔

عظمتِ عورت بہ حیثیتِ زوجہ

رسول اعظم کا فرمان ہے کہ لولا علی لما کان لفاطمة کفو۔ علی سید الاولیاء، علی۔ نفس رسول علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بھائی نور علی رسول اعظم کے نور میں شریک۔ علی مدینة العلم، علی منبرسلو نی کے داعی، فاطمہ کے کفو صرف علی ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ فاطمہ زہرا کس قدر عظمت کی مالک ہیں۔ اے انسان عورت زوجہ کی شکل میں اب تیری مشیر، تیرے گھر کی ملکہ، تیری غم گسار، تیری عزت کا نشان، تیرے بچوں کی ماں، تیرے بچوں کی مربی، اس کی عزت کر۔ اس کی عظمت کا قائل ہو جا۔ اسی میں تیری عزت و عظمت ہے۔ عورت (والدہ) والدین (ماں باپ) کی اہمیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس میں بھی باپ کیساتھ عورت (ماں) کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ یہ بتا یا جاسکے ماں عورت ہونے کی وجہ سے درجہ میں کم نہیں ہے بلکہ بعض روایات میں ماں کی عظمت بہتر انداز میں ذکر کی گئی ہے ارشاد ہے کہ الجنة تحت اقدام الامہات۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ نیزارشاد رب العزت ہے: وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَيَالِ الْوَالِدِينَ إِحْسَانًا "اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا (اور کہا) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے والدین پر احسان کرو۔" (سورہ بقرہ: ۸۳) پھر ارشاد رب العزت ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرَانَ الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ يَالْمَعْرُوفِينَ۔ "تمہارے لیے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ کچھ مال چھوڑے جا رہا ہو تو اسے چاہیے کہ والدین اور رشتہ داروں کے لیے مناسب طور پر وصیت کرے۔" (سورہ بقرہ: ۱۸۰) نیزارشاد رب العزت ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهِدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اگر تیرے ماں باپ میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جس کا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کا کہنا نہ ماننا۔" (سورہ عنکبوت: ۸) اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض آیات میں اپنی عبادت اور شرک نہ کرنے کے فوراً بعد والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَالِ الْوَالِدِينَ إِحْسَانًا۔ "اور تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور رکسی کو اسکا شریک قرار نہ دو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔" (سورہ نساء: ۳۶) (اللہ نے دس حقوق انسانی کا تذکرہ کرتے ہوئے پہلے اپنے ساتھ شرک نہ کرنے اور والدین سے اچھائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي كُفْرًا بِمَا كُفِرُوا بِهِ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَا يُؤْتَوْنَ عَذَابَ اللَّهِ شَرًّا أُولَئِكَ هُمُ الْفَاعِلُونَ

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ "کہہ دیجئے او میں تمہیں وہ چیزیں بتا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں وہ یہ ہیں کہ تم لوگ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور والدین پر احسان کرو۔" (انعام: ۱۵۱) مزید ارشاد رب العزت ہے: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبُلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفٍّ وَلَا تَنْهَرَهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ "اور تمہارے کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو خبر دار ان سے اف تک نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں بلکہ ان سے عزت و تکریم سے بات کرنا اور ان کیلئے خاکساری کے ساتھ کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگارا ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے۔" (بنی اسرائیل: ۲۳ تا ۲۴) ماں باپ کی عظمت کا کیا کہنا اللہ کا فیصلہ ہے کہ میری عبادت کرو اور پھر والدین کے ساتھ احسان کرو۔ پھر اف کہنے تک کی اجازت نہیں ہے بہر حال اس حکم میں ماں بھی شریک ہے جیسا کہ انبیاء اور اولیاء بھی اپنی دعاؤں میں باپ کے ساتھ ماں کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت نوح کے متعلق ارشاد رب العزت ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ۔ "پروردگارا! مجھے اور میرے والدین ، اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو ، اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما ۔" (نوح: ۲۸) اس دعا میں ماں اور ہر مومن عورت کا تذکرہ موجود ہے ۔ اسی طرح حضرت ابراہیم کے متعلق ارشاد رب العزت ہے: رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ "پروردگارا! مجھے ، میرے والدین اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت سے نواز۔" (ابراہیم: ۴۱) حضرت سلیمان بھی اپنے معصوم اور نبی باپ کے ساتھ اپنی والدہ کو بھی دعا میں شریک کر رہے ہیں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: رَبِّ اَوْرَعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَاٰلِدَيَّ۔ "پروردگارا! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جن سے تو نے مجھے اور میرے والدین (ماں باپ) کو نوازا ہے ۔" (احقاف: ۱۵) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ - کو ان پر ان کی والدہ پر کیے گئے احسان کا تذکرہ فرما رہا ہے: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَاٰلِدَتِكَ ۔ "جب حضرت عیسیٰ بن مریم سے اللہ نے فرمایا: یاد کیجئے میری اس نعمت کو جو میں نے آپ اور آپ کی والدہ کو عطا کی۔" (مائده: ۱۱۰) حضرت عیسیٰؑ اللہ سے اپنی ماں کے ساتھ نیکی کی خواہش کر رہے ہیں۔ وَرَبِّاْ يٰوَالِدَاتِيْ وَاَلْمُؤْمِنَاتِ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيْبًا۔ (اللہ نے) مجھے اپنی والدہ کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا قرار دیا اور مجھے سرکش اور شقی نہیں بنایا۔" (مریم: ۳۲) (الہی کتاب قرآن مجید کی رو سے ، عورت اور مرد میں خلقت، اعمال، کردار، اخلاق ، نیکی ، بدی، جزا و سزا، انعام و اکرام ، حیات طیبہ ، وغیرہ میں سے کسی لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ اللہ نے معیار تفاضل ، معیار

بہتری اور معیار بلندی صرف تقویٰ اور خوف خدا کو قرار دیا ہے۔ اے انسان! عورت تیری طرح کی اور تیرے ہی جیسی انسان ہے۔ وہ بیٹی بن کر تجھ پر رحمت برساتی ہے۔ بیوی بن کر تیرے دین اور ایمان کی تکمیل کرتی ہے اور ماں بن کر تجھے جنت کا تحفہ پیش کرتی ہے۔ جب بیٹی بنے تو خوش ہو جا کہ تجھ پر رحمت خدا کا نزول ہوا ہے۔ جب وہ زوجہ نہیں بنی تھی تو، تو اکیلا تھا لیکن اب تجھے دوست، شریک کار، ساتھی، اور مشیر مل گیا ہے۔ جب ماں بنی تو، تو اس کے پاؤں پکڑ کر خدمت کر کیونکہ تجھے جنت کا وسیلہ مل گیا ہے۔ خدایا تو ہم سب کو حقیقی مسلم اور مؤمن بننے کی توفیق عطا فرما۔ احکام و حقوق میں مرد و عورت کا اشتراک ارشاد رب العزت : **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ** " اور عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔" (سورہ بقرہ آیت ۲۲۸) مدینہ سے بعض مسلمان مکہ آئے۔ مخفیانہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ان میں دو عورتیں تھیں۔ نسیبہ بنت کعب۔ اسماء بنت عمرو ابن عدی۔ فتح مکہ کے وقت عورتوں سے باقاعدہ علیحدہ بیعت لی گئی۔ ارشاد رب العزت ہے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعَنَّكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرَكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِفْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَبَايَعَهُنَّ وَأَسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ**۔ "اے نبی جب مومنہ عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب بنائیں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان (غیر قانونی اولاد) گھڑ کر (شوہر کے ذمے ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے لیں۔ اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورہ ممتحنہ : ۱۲) اسلام کی نظر میں عورت کی پہچان۔ اس عنوان سے بے کہ اجتماعیت کا تکامل اسی وجہ سے بے خواہ عورت بیٹی ہو، زوجہ ہو یا ماں۔ اسلامی قانون میں عورتیں، کسب معاش، تجارت، عبادت و وظائف میں مردوں کے مساوی ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَا وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ شَهِيدًا عَلِيمًا**۔ "اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کیا کرو۔ مردوں کو اپنی کمائی کا صلہ اور عورتوں کو اپنی کمائی کا صلہ مل جائے گا اور اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔" (النساء : ۳۲) آسمان و زمین کی خلقت، لیل و نہار کی آمد، رات و دن عبادت خدا، خلقت عام میں تفکر، دعاؤں کا طلب کرنا، معارف اسلامی کی معرفت اور عملی عقیدہ ان سب امور میں۔ مرد و عورت شریک۔ ثواب و جزاء کے حق دار، کسب معارف، حمل امانت الہی میں سب برابر ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے: **يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ**

خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ بُرْهَانُ الْعَظِيمِ . " قیامت کے دن آپ مومنین و مومنات کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا (ان سے کہا جائے گا) آج انہیں ان جنتوں کی بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ، جن میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا، یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ " (سورہ حدید: ۱۲) نور کی موجودگی میں عورت مرد مساوی مدارج۔ عبادات اسلام و ایمان میں مساوی۔ ارشاد رب العزت ہے: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا . "یقیناً مسلم مرد اور مسلمہ عورتیں۔ مومن مرد اور مومنہ عورتیں۔ اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں۔ راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ فروتنی کرنے والے مرد اور فروتن عورتیں۔ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔ روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں۔ اپنی عفت کے محافظ مرد اور اپنی عفت کی محافظ عورتیں خدا کو یہ کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔ وہ ہیں جن کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ " (احزاب ۳۵) حفظ قانون ، نظارت امن ، باہمی اجتماع کا وجود عورت و مرد دونوں کا وظیفہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ . " اور مومن مرد و مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں وہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔ " (سورہ توبہ: ۷۱) ازواج نبی اعظم کو حکم ہے معارف قرآن کے حصول اور آپس میں مذاکرہ کرنے کا : وَأذْكُرَنَّ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا . " اور اللہ کی ان آیات و حکمت کو یاد رکھو۔ جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً بڑا باریک بین اور خوب با خبر ہے۔ " (احزاب ۳۴) گویا ہر گھر میں موجود عورت کو حکم ہے معارف قرآنی کے حصول اس کی دوسری عورتوں کو ترغیب اور عمل پیرا ہونے کا۔ یہی اسلامی فریضہ ہے جو مرد و عورت دونوں نے بروئے کار لانا ہے۔ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا جس میں عورت مرد شریک ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے : وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا " اور کسی مومن مرد و مومنہ عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کریں تو انہیں اپنے معاملہ میں اختیار حاصل رہے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔ "

(احزاب: ۳۶) عزیز من! ان آیات سے معلوم ہو کہ مرد و عورت کا امتیاز اعمال و کردار کی بلندی و پستی کی بدولت ہے جو اللہ سے زیادہ مربوط ہو گا وہی عالی درجہ پر فائز ہوگا۔

عورت و مرد میں مساوات

معارف اسلامی، نظریات و عقائد اصول شرعیہ میں عورت و مرد برابر۔ اللہ پر ایمان واجبات کا بجا لانا محرمات کے ارتکاب سے بچنا نماز و زکوٰۃ خمس و حج میں مساوی وضو و غسل تیمم نیز تعلیم و تعلم دونوں کا حق تجارت و ملکیت، خرید و فروخت میں مساوات، جزا و عقاب میں برابر۔ چوری، زنا کی خرابیوں میں مساوی غرضیکہ حکم الہی سب کے لیے عورت ہو یا مرد ہو۔ انسان و انسانیت میں برابر لہذا احکام الہی میں بھی مساوی! اسلام و خانوادہ (فیملی) خاندان و خانوادہ کی نشوونما میں محبت، الفت اور باہمی تعاون ایک دوسرے کے لیے تضا من دخیل ہیں گھر کے سکون گھر کے اطمینان کے لیے یہ چیزیں لازمی ہیں۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ مَّ بِيُوتِكُمْ سَكَنًا**۔ " اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے۔" (سورہ نحل: ۸۰) عورت بچے کی خواہش مرد سے زیادہ اور گھر کی خوبی کا زیادہ احساس رکھتی ہے۔ عورت ہی ہے جو گھر کو گھر بناتی ہے۔ اپنے بشاش بشاش چہرے سے گھر کو جنت کا درجہ دے دیتی ہے، مرد کا کام گھر بنانا ہے عورت کا کام گھر سجانا ہے۔ گھر کی اہمیت اس قدر کہ فرمان رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے کہ مسجد کی طرف جانا پھر گھر کی طرف واپس آنا ثواب میں برابر ہیں۔ (الخلق الكامل: جلد 2، ص 183) ربانیت۔ ہر وقت مسجد و محراب میں عبادت کا تصور اسلام میں نہیں۔ اسلام مسجد و گھر دونوں میں توازن کا قائل ہے۔ کسی نبی کے لیے بھی اہم ترین نعمت زوجہ اور اولاد ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً**۔ " بتحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے اور انہیں ہم نے اولاد و ازواج سے بھی نوازا۔" (رعد: ۳۸) اللہ نے اپنی تعلیمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اولاد کی نسبت ازواج کی طرف دے کر عورت کی اہمیت واضح کر دی۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَ جَعَلَ لَكُم مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَ رَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ اَقْبَالَ بَاطِلٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَ يَنْعَمَ اللّٰهُ بِمْ يَكْفُرُوْنَ** " اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں اور اس نے تمہاری ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا فرمائے اور تمہیں پاکیزہ چیزیں عنایت کیں تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمت کا انکار کریں گے؟" (سورہ نحل: ۷۲) اولاد کی نسبت عورتوں کی طرف یعنی بیویوں کی طرف کیوں ظاہر ہے کہ مرد کا مقصد جماع سے ہر وقت بچہ ہی نہیں ہوتا۔ عورت ملی ہے کہ وہ قطرہ کو اپنے رحم میں جگہ دیتی ہے اور پھر وہ بچہ کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ کھجوریں کھانے والا کھجوریں کھا کر اس کی گٹھلی پھینک دیتا ہے۔ لیکن اسی سے کھجور پیدا ہوتی ہے اور مالک زمین کی ملک بن

جاتی ہے۔ قطرہ کو کئی ماہ پیٹ میں رکھنا اپنا خون دینا اپنی انرجی صرف کرنا ہے چاری زوجہ کا کام ہے۔ مرد تو بعد از لذت و تُلذذ اپنے آپ کو فارغ سمجھ لیتا ہے۔ بیویوں کی نسبت مرد کی طرف کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہیں، وحدت و یگانگی کی بہترین مثال ہے اور پھر اولاد کی نسبت زوجہ کی طرف دینے سے انسان کو متوجہ کرنا ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ملے گی۔ گھر اللہ کا بنایا ہوا ایک حصار ہے جس میں محبت اور الفت و پیار کا دور دورہ گھر کو جنت معاشرہ کو مثالی بنا دیتا ہے۔ گھر مرد نے بنا یا اسکو جنت عورت نے بنانا ہے مرد کا کام حفاظت اور خوبصورتی پیدا کرنا عورت کا کرشمہ ہے۔ عورت و مرد ایک دوسرے کا لباس ایک دوسرے کی عزت و تکریم ہیں۔ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم مردان کے محافظ ہو تم سے ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ارشاد رب العزت ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَبْلِيكُمْ نَارًا وَقُودًا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ**۔ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ، جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس پر تند خواہر سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو حکم انہیں ملتا ہے بجا لاتے ہیں۔" (سورہ تحریم : ۶) حدیث میں ارشاد ہے کہ اس مرد پر خدا کی رحمت ہے جو نماز شب کے لیے بیدار ہوتا ہے۔ اور اپنی زوجہ کو بیدار کرتا ہے۔ تاکہ وہ بھی نماز شب پڑھ سکے۔ خدا اس عورت پر رحیم کرتا ہے جو نماز شب کے لئے خود بیدار ہو اور شوہر کو بیدار کرے تاکہ وہ بھی نماز شب پڑھ سکے۔ درحقیقت یہ کام متوجہ کر رہا ہے کہ عورت و مرد کا باہمی تعلق اس قدر قوی ہے کہ مرد چاہتا ہے عورت بھی اس کی نیکی میں ساتھی بنے۔ ساتھی عورت خواہش کرتی ہے کہ مرد بھی اس نیکی میں میرا ساتھ دے تاکہ پورے خانوادہ کے لیے جنت حق واجب بن جائے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلْتَنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَیْبٌ**۔ "اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انکی اولاد نے بھی ایمان لانے میں انکی پیروی کی تو ان کی اولاد کو بھی جنت میں ہم ان سے ملا دیں گے اور انکے عمل میں سے ہم کچھ بھی ضائع نہیں کریں گے بر شخص اپنے عمل کا گروہی ہے۔" (طور : ۲۱) حضرت نوح کی دعا جس میں گھر کی اہمیت اور عورت و مرد کے لیے مغفرت کی خواہش ہے **رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا تَبَارًا**۔ "پروردگارا! مجھے اور میرے والدین اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما۔" (سورہ نوح : ۲۸)

عورت اور حجاب

حجاب کے متعلق آیات قرآنی (۱) قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنَاتِ أَخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوْ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولَى الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ -

"آپ مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔ اور مومنہ عورتوں سے بھی دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کر یں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اسکے جو خود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے شوہروں آباء شوہر کے آباء اپنے بیٹوں، شوہر کے بیٹوں اپنے بھائیوں بھائیوں کے بیٹوں بہنوں کے بیٹوں اپنی ہم صنف عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے خادموں جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کی پردے کی بات سے واقف نہ ہوں اور مومنہ عورتوں کو چاہیے کہ چلتے ہوئے اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے۔ اور اے مومنو سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔ (سورہ نور: ۳۱، ۳۰) (۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - "اے نبی! اپنی ازواج اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادریں تھوڑی نیچی کر لیا کریں۔ یہ امر ان کی شناخت کے لیے (احتیاط کے) قریب تر ہو گا۔ بھرکوئی انہیں اذیت نہیں دے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔" (سورہ احزاب: ۵۹) (۳) وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ - "اور جس وقت وسائل زندگی میں سے کوئی چیز عاریتاً ان رسول کی بیویوں سے طلب کرو درمیان میں پردہ حائل ہونا چاہیے یہ کام تمہارے اور انکے دلوں کو زیادہ پاک رکھتا ہے۔" (سورہ احزاب: ۵۳) (۴) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَائِلِيَّةِ الْأُولَى - "اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔" (سورہ احزاب: ۳۳) (۵) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - "اور جو عورتیں ضعف السنی کی وجہ سے گھروں میں خانہ نشین ہو گئی ہوں اور نکاح کی توقع نہ رکھتی ہوں ان کے لیے اپنے حجاب کے اتار دینے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم عفت کا پاس رکھنا ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا جاننے والا

ہے۔" (سورہ نور: ۶۰) پردہ بر زمانہ میں شافت و عظمت کی نشانی سمجھا جاتا رہا ہے اسلام نے اس کا حکم دے کر ایک عورت کی عظمت کی حفاظت کی ہے۔ پردہ چادر برقعہ دو پٹہ غرضیکہ ایسا کپڑا جس سے عورت کا بدن اور اس کے بال نظر نہ آئیں۔ (۱) حکم ہے کہ نرم لہجہ میں بنستے ہوئے غیر مرد سے بات نہ کریں۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ قَيْطَمَعِ الْذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا**۔ "نرم لہجہ میں بات نہ کرو کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔" (سورہ احزاب: ۳۲)

۲ (میک اپ بن سنور کا بازار یا باہر کسی جگہ جانا ممنوع، زینت صرف شوہر وں کے لیے ہونا چاہیے۔ ہاں محرموں کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ **وَلَا يُدِينَنَّ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ**۔ "اپنی زیبائش کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر شوہر وں اور محروم کے لئے۔" (سورہ نور: ۳۱) ۳ (چلتے ہوئے کوئی ایسی علامت نہیں چاہیے جس سے لوگ متوجہ ہوں مثل پاؤں زور سے مارنا پا زیب یا اس طرح کا زیور جس سے آواز پیدا ہو پرفیوم عطریات جس سے لوگ خصوصی توجہ شروع کریں۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: **لِيُعَلِّمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ**۔ "جس سے پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے۔" (سورہ نور: ۳۱) ۴ ایسی چادر دوپٹہ اوڑھیں جس سے بدن کے اعضا سینہ گردن بال ظاہر نہ ہوں۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلْيَضْرِبَنَّ عَالِي جُيُوبِهِنَّ**۔ "اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش ظاہر نہ ہونے دیں۔" (سورہ نور: ۳۱) ۵ ارشاد رب العزت ہے: **يُدِينَنَّ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ**۔ اپنی چادراور اوڑھنی اس طرح ڈالے رکھیں تاکہ ان کی پہچان ہو سکے۔

۶ ارشاد رب العزت ہے: **فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ**۔ عورتوں سے ضرورت کی کوئی چیز طلب کرنا ہو تو پردہ یا دروازے کے پیچھے رہ کر طلب کرو۔ (احزاب: ۵۳) ۷ بناؤ سنگھار کے ساتھ باہر نکلنا اسلام سے پہلے کا (جاہلیت) طور طریقہ ہے، اسلام کے بعد ایسا کرنا گویا جاہلیت کی طرف پلٹنا ہے۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: **وَلَا تَبْرَحْنَ تَبْرَجَ الْجَابِلِيَّةِ الْأُولَى** "قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔" (سورہ احزاب: ۳۳) آخر بحث میں رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان و جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا جواب: قال رسول اللہ لابنتہ فاطمة علیہا السلام ای شئی خیر للمرئة قالت ان لا تری رجلا ولا یراها رجل۔ رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر کیا ہے؟ عرض کیا عورت مرد کو نہ دیکھے او ر مرد اس عورت کو نہ دیکھ سکے۔ عورت کی عظمت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا جن کی تعظیم کے لیے رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنفیس نفیس کھڑے ہو جاتے تھے، اے بیٹی! اے ماں! جس قدر سیرت زہرا پر عمل ہوگا اسی قدر تیری عزت و عظمت ہوگی۔ قرآن مجید و ازدواج ازدواج او ر نکاح مرد و عورت کے درمیان اتصال۔ جس میں حدود شرعی کو مدنظر رکھتے ہوئے جسمانی و روحانی لذت کا حصول اور نسل انسانی کی بقاء مقصود ہوتی ہے۔ النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی فطری لذت بھی حاصل او

رانسانیت کی بقاء بھی موجود - فرمان رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) المحجة البيضاء جلد نمبر ۳ ص ۵۴ نکاح میری سنت ہے میری سنت سے روگردانی کرنے والامیرا نہیں ہو سکتا۔ نکاح کا ذکر قرآن مجید میں ۲۴ دفعہ آیا ہے - فطرت انسانی میں مرد بہ عنوان طالب اور ر محب اور رعورت پھول اور رشمع کی حیثیت رکھتی ہے مرد۔ مائل جاتا ہے اور رعورت اسکا مقصود بنتی ہے لہذا اسی فطرت کے مطابق خطبہ ازدواج کی خواہش مرد کی طرف سے ہوتی ہے، ناز و نعم میں پروردہ عورت کے لیے افتخار مرد کی بار بار آمد تاکہ قبولیت ہو جائے۔ مرد محبت خرید رہا ہے ، محبت اور چاہت رکھتا ہے اس بیوی کو اپنے گھر میں لانا چاہتا ہے اور اس شمع سے اپنے گھر کو روشن چاہتا ہے۔ یہ ہے اظہار۔ محبت اسی میں عورت کا شرف اور رعورت کی عظمت ہے - پھر برات مرد کی طرف سے جاتی ہے تاکہ عزت کے ساتھ اپنے گھر میں اس عظیم شخصیت اس محبوبہ کو لایا جاسکے تاکہ گھر میں رونق ہو گھر میں چہل پہل ہو مرد کیلئے سکون واطمینان ہو۔ لیکن جب صیغہ نکاح پڑھا جاتا ہے تو عورت کی طرف سے ابتدا ہوتی ہے انشاء عورت کی طرف سے اور قبول مرد کی طرف سے یہ در حقیقت مرد کا استقبال ہے - اپنی طرف سے رضا مندی کا اظہار ہے تاکہ مرد سمجھ لے کہ اسکی محنت رائگاں نہیں گئی - مجھے محبت کا جواب محبت سے ملا ہے۔ کتنی چاہت کے ساتھ کتنی خوشی کے ساتھ مرد اس عورت کو اپنے گھر لے جاتا ہے - جو گھر مرد کا تھا بنانے والے مرد کا تھا لیکن اب اس گھر کی سجاوٹ عورت ہے - گھر کی زینت عورت ہے، گھر میں روشنی عورت سے، گھر میں خوشبو عورت سے۔ مرد گھر سے باہر ہوتے ہوئے بھی فوراً گھر جانے کی خواہش رکھتا ہے تاکہ اپنے اس پھول کی خوشبو سے مستفید ہو - یہ ہے خدا کا عطیہ یہ ہے فطری ملاپ بھی ایسا کہ ((تو من شدی من تو شدم)) کا مصداق ہیں۔ بَنَ لِبَاسٍ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٍ لَّهُنَّ " وہ تمہارے لباس اور تم ان کے لباس ہو -" (بقرہ: ۱۸۷) (ارشاد رب العزت ہے: وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ " اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے - اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ غور و فکر کرنے والوں کے لیے یقیناً ان میں (خدا کی) نشانیاں ہیں -" (روم: ۲۱) عورت کی طرف سے محبت اور پیار مرد کی طرف سے محبت کے ساتھ رحمت و مہربانی تاکہ باہمی ارتباط مضبوط سے مضبوط تر ہو جائے خدا کرے یہ شادی یہ خوشی دائمی ہو ساری زندگی ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی ملاپ و صل و ارتباط ہو۔ ارشاد رب العزت : بُمْ وَأَزْوَاجَهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرْضِ مَثْبُوتُونَ " وہ اور انکی ازواج سا یوں میں مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے -" (یسین: ۵۶) انسانی فطرت میں اس محبت کو ودیعت کیا گیا ہے - صحیح محبت حدود شرعی میں رہتے ہوئے محبت فطری کہلائے گی۔ ارشاد رب العزت ہے: زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ

باتھ میں ہے۔ اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُعْجِبِمْ اللهُ مِنْ قَضَلِهِ "اگر مرد نادار و فقیر ہے تو اسے اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔" (سورہ نور : ۳۲)

حق مہر اور قرآن

مہر ، اللہ کی طرف سے عورت کے لیے عطیہ ہے مہر دینا مرد کا احسان نہیں بلکہ عورت کا حق اور خدائی ہدیہ ہے ۔ ارشاد رب العزت ہے : وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ بَيْنًا مَّرِيًّا ۔ " اور عورتوں کے مہر انکو خوشی سے دیا کرو اگر وہ کچھ حصہ اپنی مرضی سے معاف کردیں تو اسے خوشگوااری لے کر صرف سکتے ہو ۔ " (سورئہ نساء:۴) مہر کی مقدار حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زرہ بیچ کر اسکی قیمت حضور کی خدمت میں پیش کی حضور نے اسی مہر کی رقم ۴۸۰ درہم سے جہیز خریدا ۔ چاندی کی قیمت جس وقت ۴۵ روپے فی تولہ تھی اس وقت ۴۸۰ درہم یعنی ۱۴۵۵۵ روپے بنتے ہیں یہی مہر فاطمی ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مہر فاطمی کے مطابق مہر ادا کرتے ہیں لیکن جہاں تک مہر شرعی کا تعلق ہے اس کی مقدار متعین نہیں بلکہ دونوں خانوادوں کی باہمی رضا مندی جس مقدار پر ہو جائے ۔ وہ جائز ہے۔ ارشاد رب العزت ہے : وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَابًا قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَ بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذُونَ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا " اگر تم لوگ ایک زوجہ کی جگہ دوسری زوجہ لینا چاہو اور ایک کو بہت سا مال بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا کیا تم بہتان اور صریح گناہ کے ذریعہ مال لینا چاہتے ہو اور دیاہوا مال تم کیسے واپس لے سکتے ہو جب کہ تم اس کے ساتھ مباشرت کر چکے ہو اور وہ تم سے شدید عہد وقرار لے چکی ہیں ۔ " (سورہ نساء : ۲۰-۲۱) حضرت عمر ابن خطاب نے ایک دفعہ کہا حق مہر اگر زیادہ لیا گیا تو بحق سرکار ضبط کر لیا جائے گا ایک مخدرہ نے اٹھ کر یہ آیت پڑھی اور کہا جب اللہ نے زیادہ مہر لینے کا کہا تو آپ کیسے منع کرتے ہیں ۔ ظاہر ہے جب "پل" کی مندرجہ رقم ہوئی تو کافی زیادہ ہوگی۔ بہر حال حق مہر عورت کا حق ہے عورت کے لیے اللہ کی طرف سے عطیہ ہے اور مرد کی محبت کا اظہار ہے ۔ ادائیگی ضروری ہے ۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

ارشاد رب العزت ہے : حَرَّمَ عَلَیْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمْ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمْ اللَّائِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّائِي دَخَلْتُمْ بَيْنَهُنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بَيْنَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَیْكُمْ وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ

غَيْرَ مُسَافِحِينَ - "تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں تمہاری وہ مائیں جو تمہیں دودھ پلا چکی ہیں تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں اور تمہاری دودھ شریک بہنیں تمہاری بیویوں کی مائیں اور جن بیویوں سے تم مقاربت کر چکے ہو ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں رہی ہوں - لیکن اگر ان سے تم نے صرف عقد کیا ہو مقاربت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا باہم جمع کرنا مگر جو پہلے سے ہو چکا ہوئے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے اور شوہردار عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں یہ تم پر اللہ کا فرض ہے اور ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں ان عورتوں کو تم مال خرچ کر کے اپنے عقد میں لاسکتے ہو۔ بشرطیکہ (نکاح کا مقصد) عفت قائم رکھنا ہو بے عفتی نہ ہو۔" ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا - "اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں مگر جو کچھ جو چکا ہے سو ہو چکا یہ ایک کھلی بے حیائی ہے اور ناپسندیدہ عمل اور برا طریقہ ہے۔" (سورہ نساء: ۲۲)

کنیزوں سے نکاح

کافر عورتیں جو قید ہو کر آئیں ان سے بھی ان کی مالک کی اجازت سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ ان کا حق مہر اور دوسری ضروریات آزاد عورت کی نسبت کم ہوتی ہیں۔ غلط کاری میں سزا بھی کم ہوتی ہے۔ لیکن کنیزوں سے ویسے مقاربت سے نا جائز ہے کسی کو حق نہیں کہ کنیز سے مجامعت کرے یہ کام حرام ہے البتہ نکاح جائز ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَانِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوا مِنْ بَيْنِ أُولَئِكَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنَّهُنَّ يَفَاحِشَةٌ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصِيرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - "اگر تم میں سے کوئی مالی مشکلات کی وجہ سے آزاد عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ تمہاری مملوکہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے اللہ تمہارے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا حصہ ہو لہذا ان کے سرپرستوں سے اجازت لے کر ان کے ساتھ نکاح کرو اور شائستہ طریقہ سے ان کا مہر ادا کرو کہ وہ نکاح کے تحفظ میں رہنے والی ہوں بد چلنی کا ارتکاب کرنے والی نہ ہوں۔ نہ در پردہ آشنا رکھنے والی ہوں پھر نکاح میں آنے کے بعد بد کاری کا ارتکاب کریں تو ان کے لیے سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کیلئے مقرر ہے یہ اجازت اسے حاصل

بے جسے شادی نہ کرنے (سے) تکلیف و مشقت کا خطرہ حق ہو لیکن اگر صبر کرو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے رحم کرنیوالا ہے۔" (نساء: ۲۵)

نکاح متعہ

نکاح کی دو قسمیں ہیں نکاح دائمی و موقت۔ مذہب جعفریہ کے علماء کا اجماع ہے کہ نکاح متعہ جائز ہے۔ نکاح دائمی و متعہ میں چند چیز مشترک ہیں۔ ۱ (عورت عاقلہ بالغہ راشدہ اور تمام موانع سے خالی ہو۔ ۲) آپس کی رضا کافی نہیں بلکہ صیغہ شرعی پڑھنا ضروری ہے۔ ۳) نکاح سے جو چیزیں عورت پر حرام ہو جاتی ہیں ان میں دونوں شریک ہیں ۴) اولاد کے سلسلہ میں دونوں برابر دائمی کی طرح متعہ میں بھی اولاد شوہر کی ہوتی ہے ۵) مہر دونوں میں ضروری ہے متعہ میں مہر کا ذکر نہ ہو تو نکاح نہیں ہو گا۔ ۷) نکاح میں طلاق کے بعد اور متعہ میں مقررہ مدت کے اختتام کے بعد عدت ضروری ہے۔ عقد متعہ اور عقد نکاح میں فرق ۱) نکاح متعہ میں مدت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ۲) مہر۔ نکاح متعہ کا رکن ہے اس کے ذکر کے بغیر نکاح نہیں ہو گا ۳) نکاح دائمی میں نفقہ دینا واجب ہے اور نکاح متعہ میں اگر شرط کر لی جائے تو واجب ہے۔ ۴) نکاح دائمی۔ طلاق کے بغیر ختم نہیں ہوتا متعہ۔ مدت کے اختتام پر ختم ہوجاتا ہے۔ بہر حال دونوں ہی نکاح ہیں دونوں ہی شرعی ہیں دونوں کی حقیقت ایک ہے صرف چند امور میں فرق ہے۔ فقہاء اسلام سنی و شیعہ سب کا اتفاق ہے کہ نکاح متعہ اسلام میں مشروع۔ اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ قَرِيبَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا** "پھر جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہے ان کا طے شدہ مہر بطور فرض ادا کرو البتہ طے کرنے کے بعد آپس میں رضا مندی سے مہر میں کمی بیشی کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یقیناً اللہ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ نساء: ۲۴) متعہ کے جواز: مشروعیت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں لہذا مفسر کبیر فخرالدین رازی کا قول ہے۔ یہ واضح ہے اور ہم اس کے منکر نہیں کہ متعہ مباح تھا لیکن داعی ہیں کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے نسخ مشکوک۔ جواز و اباحت یقینی۔ لہذا مباح ہی ہو گا۔ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر، حضرت عمر ابن خطاب کے زمانہ تک جائز تھا، حضرت عمر نے منع کیا۔ ابو نصرہ کہتے ہیں عہد کہتا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، ابن زبیر متعہ ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ابن عباس کے نزدیک جائز ہے جابر نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر حضرت عمر کے زمانہ میں متعہ کیا لیکن حضرت عمر نے کہا منع کیا۔ رسول اللہ وہی رسول ہیں۔ قرآن وہی قرآن ہے لیکن حضرت عمر نے کہا: متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ انا انہی عنہما و اعاقب علیہا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ میں دو متعہ جائز تھے میں ان کو ممنوع قرار دیتا ہوں اور

جو ان کا مرتکب ہو گا اسے سزا دوں گا۔ (سنن بیہقی جلد ۷، ۲۰۶) رازی، بخاری، عسقلانی، اور ابن حجر وغیرہ ذکر کرتے ہیں روایت عمران ابن حصین متعہ کے متعلق آیت نازل ہوئی کسی آیت میں نسخ کیا، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، پھر منع نہیں فرمایا پھر ایک صاحب (عمر ابن خطاب) نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ ممنوع ہے۔ حضرت امیر کا فرمان ہے: لولان عمر رضی اللہ عنہ نہی عن المتعہ ما زنی الا شقی (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۳) ابو سعید الخدری جابر ابن عبداللہ انصاری حضرت عمر کے نصف زمانہ تک متعہ ہو تا رہا پھر حضرت عمر نے منع کیا۔ (عمدة القاری للعینی جلد ۸ ص ۳۱۰) خلاصہ کلام متعہ کا جواز متفق علیہ مشروعیت اجماعی ہے نسخ ہوا یا نہیں، شدید اختلاف ہے۔ کیوں اب نہیں ہو رہا چونکہ حضرت عمر نے منع فرمایا۔ حضرت عمر کا فرمان سیاسی تھا کسی کی مرضی اس فرمان کو لے یا قرآن کے فرمان کو لے۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِرِ مِنْهُنَّ قَاتُوْنَ اُجُورَهُنَّ قَرِيضَةً۔ پھر جن عورتوں سے تم نے عقد متعہ کیا ہے ان کا طے شدہ مہر، بطور فرض ادا کرو۔ (نساء ۲۴)

ایک سے زیادہ زوجہ

قبل از اسلام تعدد ازواج کا رواج تھا عام طور پر محبت یا بچوں کی کثرت ایک سے زیادہ ازواج کی سبب تھی۔ بعض اوقات یہ تصور بھی کہ خاندان میں عورتیں زیادہ اور مرد کم ہیں اور عورت کو تحفظ کی ضرورت ہے لہذا تعدد ازواج کا سلسلہ چل نکلا۔ اسمیں کوئی قید نہیں تھی، امراء مال دار لوگ بہت زیادہ شادیاں رچا لیتے تھے۔ جو عورت اچھی محسوس ہوتی اسے اپنے گھر لے آتے۔ اسلام نے فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ عورت کو تحفظ حاصل ہو۔ جس سے محبت بے زنا کاری میں نہ پڑ جائے یا اس کی خواہش پوری ہو جائے لیکن اس کو محدود کر دیا۔۔۔ صرف چار میں۔ پھر باقاعدہ حکم و اجازت ایک شادی کی ہے، دوسری شادی مشروط بشرط ہے اور وہ ہے انکے مابین انصاف و عدالت۔ گویا تعداد کے لحاظ سے مہدود۔ پھر عدالت سے بھی مشروط تاکہ ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری شادی کر لی جائے لیکن انصاف کا دامن چھوٹنے نہ پاتے۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں پہلی بیوی کے حقوق غصب۔ اور دوسری راحت و عیش میں۔ نہیں انصاف و عدالت لازم اور پھر خدائی پرستش بھی ہوگی۔ ارشاد رب العزت ہے: فانكحوا اما طاب لكم من النساء امثنی و ثلاث و رباع فان خفتم الاقد لوا فواحدة او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ ان لا تعولوا۔ جو دوسری عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو یا تین یا چار سے نکاح کرلو۔ تمہیں خوف ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے کہ تو ایک ہی عورت یا لونڈی جس کے تم مالک ہو کافی ہے۔ یہ ناانصافی سے بچنے کی بہترین صورت ہے۔ (نساء، ۳) جو رواج پہلے چل رہے تھے کہ لوگ کثرت سے شادیاں رچاتے تھے بعض تو سو سے بھی زیادہ شادیاں کر لیتے تھے۔ اسلام نے اسے دو شرطوں سے

مشروط کر دیا۔ (۱) صرف چار تک محدود کر دیا۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔ (۲) عدالت و انصاف لازمی ہے عدم انصاف کا خوف ہو تو دوسری شادی جائز نہیں یہ سب کچھ کیوں ہے۔ سہارا عورت کو سہارا مل جائے۔ کثرت سے عورتوں کا نکاح ہو جائے۔ کسی کی چاہت دل میں ہے تو غلط راستہ کی بجائے صحیح راستہ سے خواہش پوری ہو جائے۔ آج مغرب کی حالت دیکھیں بعض ممالک میں ۳۵ فیصد سے زیادہ حرام زادے موجود ہیں۔ عورت کھلونا بن چکی ہے کمائی کا ذریعہ بن گئی ہے۔ عورت کی بے چارگی اس قدر کہ اس کا کوئی سہارا نہیں چند دن اس کو ساتھ پھر آیا پھر چھوڑ دیا پھر کہیں اور... عظمت عورت کا تقاضا اچھے مرد کا ساتھ ہے جو عزت کا محافظ، غیرت کا محافظ اور ضروریات زندگی کا ضامن ہو۔ یہ ہے عورت کی شان

مرد عورت کا گھر

اس میں کوئی شک نہیں کہ گھر میں مرد عورت بچے موجود ہوتے ہیں نظام ایسا مثالی ہونا چاہیے کہ یہ گھر جنت بن جائے اکھاڑہ نہ ہو جس میں ہر وقت خرافات لڑائی جھگڑا اور چپقلش ہو ظاہر ہے کہ ایک سربراہ ہونا چاہئے کہ اختلاف کی صورت میں اسکی بات سب کے لیے قابل قبول ہو اسلام نے سربراہی مرد کو دی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: الرَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ يَمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَيَمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ قَالِصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ يَمَا حَفِظَ اللَّهُ مرد عورتوں پر حاکم ہیں ان فضیلتوں کی بنا پر جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہیں اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی ہوں ان کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوں جن کی خدا نے حفاظت ملی ہے۔ (سورہ نساء: ۳۳) اچھی عورت جس کے وجود سے گھر جنت بن جائے جس کی خوش اخلاقی کی وجہ سے مرد گھر میں آنے پر خوشی محسوس کرے۔ ان کی صفات قرآن مجید نے بیان کی ہیں ارشاد رب العزت ہے: عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكَ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَائِدَاتٍ سَائِحَاتٍ۔ اگر بنی تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے (بہتر بیویوں کی صفات) وہ عورتیں جو مسلمان مومنہ اطاعت گزار تو بہ کرنے والی عبات گزار رب پر بھروسہ رکھنے والی ہوں۔ (تحریم، ۵) ارشاد رب العزت ہے: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَهُ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْنَهُ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ "عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں اللہ کی طرف سے مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ اللہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۸) گھر کی چار دیواری میں نظام عورت نے چلانا ہے۔ مرد کا حق عورت اسکی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے کھانا پکا نا صفائی کرنا دوسرے گھر کے دوسرے کام کاج کرنا عورت کا فضل ہے مہربانی ہے اچھائی ہے نہ کہ واجبات میں سے ہیں اس میں مرد عورت برابر کے

انسان ہیں۔ تیری تکمیل تیری نسل کی بقا کا دارو مدار عورت پر ہے تیرے گھر میں تیری دعوت پر دوست کی حیثیت سے بیوی کی حیثیت سے شریک کار کی حیثیت سے آئی ہے۔ نوکرانی نہیں کنیز نہیں اچھا برتاؤ کرو یاد رکھو مرد ناراض تو عورت جنت سے دور عورت کے حقوق ادا نہیں ہوتے تو مرد جنت سے بے بہرہ رہے گا۔

نشوزہ (نافرمان) عورت

ایک ہی جگہ ایک ہی بے گھر میں رہنے والے انسان آپس میں اختلاف بھی کرتے ہیں اور کبھی کبھی اختلاف لڑائی جھگڑے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے عورت خیال کرے کہ مرد کی توجہ میری طرف نہیں مرد مجھ سے نفرت کر رہا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَإِنَّ امْرَأَةً خَافَتْ مِنْ مَبْعَلَيْهَا نُسُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَيْرًا** اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے بے رخی کا اندیشہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ دونوں (عورت و مرد صلح کی خاطر اپنے کچھ حقوق سے صرف نظر کر کے) اور صلح کر لیں اور صلح تو بہر حال بہتر ہی ہے اور بخل تو ہر نفس کے سامنے دھرا رہتا ہے۔ لیکن اگر تم نیکی کرو تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہارے سارے اعمال سے یقیناً خوب واقف ہے۔ (سورہ نساء ۱۲۸) اختلاف کی بنیاد عام طور پر ذات اور انا ہوتی ہے۔ باہمی رفاقت کے لیے اگر اس سے صرف نظر کیا جائے تو مصالحت ہو جاتی ہے مصالحت کے ساتھ اکٹھے وقت گزارنا ہی اچھائی بردباری اور کامیابی کی علامت ہے۔ عورت نافرمان ہو جائے تو اسکا طریقہ کار قرآن میں ارشاد ہے: **وَاللَّائِي تَخَافُونَ نُسُوزَ بَنِّ فَعِظُوا بَنِّ وَأَبْجُرُوا بَنِّ فِي الْمَضَاجِعِ وَأَضْرِبُوا بَنِّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا (۳۴)** **وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَيْرًا**۔ "اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور اگر وہ باز نہ آئیں تو اپنی خواہگاہ سے الگ کر دو پھر بھی نہ سمجھیں تو انہیں مارو پھر اگر وہ فرمانبردار بنا جائیں تو ان کے خلاف بہانہ تلاش نہ کرو یقیناً اللہ بالا تر اور بڑا ہے۔ اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک منصف مرد کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو اور ایک منصف عورت کے رشتہ داروں میں مقرر کرو اور اگر وہ دونوں ان کے درمیان صلح کی کوشش کریں تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کرے گا یقیناً اللہ بڑا علم والا ہے اور باخبر۔" (سورہ نساء ۳۴-۳۵) کردار سازی عورت مرد کی اچھائی، نیکی تقویٰ اور پرہیزگاری میں ہے۔ عورت کے لئے کسی اور مرد سے تعلق رکھنا بہت بڑا گناہ ہے اور اسی طرح مرد کے لئے بھی۔ شرافت و دیانت مرد و عورت کا زیور ہے عورت مرد میں جب کردار کی خرابی پیدا ہو جائے وہ بدکردار ہو جائیں تو اسلام نے اس غلط کام کی بیخ کنی کیلئے سخت سزا معین کی ہے۔ ارشاد رب

العزت ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعَنَّكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِفْنَ وَلَا يَزْنِينَ - "اے نبی! جب مومنہ عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکا ب کریں گی تو) آپ بیعت لے لیں۔" (سورہ ممتحنہ آیت ۱۲) ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا - اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔ (سورہ اسرائیل: ۳۲) ارشاد رب العزت ہے: الْأَزْوَاجُ وَالزَّانِيَةُ فَاجِلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهَدَ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ - زنا کار مرد اور عورت دونوں کو ایک سو کوڑے مارو اور دین خدا کے معاملہ میں تم کو ان پر ترس نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور انکی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت موجود رہے۔ (سورہ نور: ۲) زنا کی سزا سخت ہے لیکن زنا ثابت نہ ہونے پر تہمت کی سزا بھی بہت زیادہ ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ بِمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - "اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں اور انکی گواہی (پھر کبھی) بر گز قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اس صورت میں اللہ بڑا معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔" (سورہ نور ۵-۴) ارشاد رب العزت ہے: الْأَزْوَاجُ لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحَرَّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ - زانی مرد صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے گا اور زانیہ صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے گی اور یہ کام مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔ (سورہ نور: ۳) زنا بہت ہی گھناؤنی برائی ہے زنا نسل کی خرابی۔ زنا سے برکت کا اٹھ جانا۔ زنا بارانِ رحمت کا انقطاع۔ ایسے خاندان میں نکاح نہ ہو جن کی شرافت مسلم نہیں، ایسے نکاح بدکاروں کو ہی راس آتے ہیں۔ شرفاء کو چاہیے کہ شریف گھرانہ تلاش کریں اگرچہ وہاں افلاس نے سایہ ڈال رکھا ہو لیکن بدکاروں سے نکاح و ارتباط نہ کریں۔

عورت کے احکام

حیض فطرت کے مطابق ہر عورت کے لیے مخصوص ایام ہوتے ہیں جن میں وہ خون دیکھتی ہے۔ خون کی تین صورتیں ہیں حیض استحاضہ نفاس۔ حیض سرخ رنگ سیاہی مائل تیزی جلن اور حرارت رکھتا ہے جس کی مدت کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے (حسب العادت عموماً ۷-۶ دن ہوتا ہے جو عورت کے مزاج پر موقوف ہے۔ استحاضہ عام پور زرد رنگ پتلا ٹھنڈا اور دباؤ۔ جلن سوزش کے بغیر باہر آتا ہے اس کی مقدار و مدت معین نہیں ہے۔ نفاس وقت زچگی

خون کا آنا، یہ ایک منٹ کے لیے بھی ہو سکتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور عام طور پر حیض کی عادت کے مطابق ہوتا ہے۔۔ ارشاد رب العزت ہے: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ بُوْ اَدَىٰ فَاعْتَزِلُوا مِنَ الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوْنَ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ - "وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے یہ ایک گندگی ہے پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور وہ جب تک پاک نہ جائیں ان کے قریب نہ جاؤ پس جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس اس طریقہ سے جاؤ کہ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (سورہ بقرہ : ۲۲۲) ارشاد رب العزت ہے: نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنْتِيْ شَيْئُكُمْ وَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مِّمَّا فُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ - "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاو نیز اپنے لئے نیک اعمال کو اگے بھیجو اور اللہ کے عذاب سے بچو اور یاد رکھو تمہیں ایک دن اسکی بارگاہ میں جانا ہے۔ اور اے رسول ایمانداروں کو (نجات کی) بشارت سنا دو۔" (سورہ بقرہ ۲۲۳) اللہ نے عورت اور مرد کے درمیان کھیت اور کسان کا تعلق قرار دیا ہے کسان کھیت میں تفریح سیر سیاحت کے لیے نہیں جاتا بلکہ اس لیے جاتا ہے کہ پیدا وار حاصل کرے نسل انسانی کے کسان کو انسانیت کی اس کھیتی میں نسل کیلئے جانا ہے نیز سابقہ آیت میں فرمان ہے کہ فَاْتُوا هُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنُوْا فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنْتِيْ شَيْئُكُمْ وَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مِّمَّا فُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ - ایلا ء میاں بیوی کے درمیان جدائی کے سلسلہ میں ایلاء وہ رسم ہے جو زمانہ جاہلیت میں عام تھی۔ ایلا کا مفہوم میاں بیوی والے تعلقات ترک کرنے کی قسم کھانا ہے۔ جو انسان (میاں) اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو قسم کھا لیتا کہ میں جماع نہیں کروں گا۔ وہ اپنی بیوی کو اپنے اس غیر انسانی سلوک سے ایک شدید عذاب میں مبتلا کر دیتا، نہ رسمی طور پر طلاق دیتا ہے نہ ہی اس کے قریب بھٹکتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاِيْمَانِكُمْ اَنْ تَبْرُوْا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ لَا يُؤَاخِذُكُمْ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِىْ اِيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَابِهِمْ تَرَبَّصُْ اَرْبَعَةً اَشْهُرًا فَاِنْ قَاتَلُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - اور اللہ کو اپنی ان قسموں کا نشانہ مت بناؤ جن سے نیکی کرنے تقویٰ اختیار کرنے او رلوگوں میں صلح و آشتی سے باز رہنا مقصود ہو اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ ان قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرتا جو تم بے توجہی سے کھاتے ہو یا جو قسمیں سچے دل سے کھاتے ہو ان کا مواخذہ ہو گا اور اللہ خوب در گذر کرنے والا بردبار ہے جو لوگ اپنی عورتوں سے الگ رہنے کی قسم کھاتے ہیں ان کے لیے چار ماہ کی مدت ہے اور اگر (اس دوران) رجوع کریں تو اللہ

یقیناً معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (سورہ بقرہ ۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶) ایسے شخص کو چار ماہ کی مدت دی جائے گی قسم توڑے اور تعلق قائم کرلے یا طلاق دے ڈالے، تعلق روابط پیدا کرنے کی صورت میں کفارہ لازم ہے۔ جو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو لباس دینا ہے۔

ظہار

شوہر بیوی سے کہے انت علیٰ کظہر امی تم میری ماں جیسی ہو یا اس طرح کا کوئی لفظ جس میں بیوی کو ماں جیسا قرار دے زمانہ جاہلیت میں یہ طلاق تھی اسلام نے اس کا کفارہ معین کیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ مَّ بَصِيرٌ الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُم مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا بُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ذَلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ "اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اور اللہ آپ دونوں میں گفتگو سن رہا تھا اللہ یقیناً بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (انہیں ماں کہہ دیتے ہیں) وہ ان کی مائیں نہیں انکی مائیں تو صرف وہی ہے جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ اور بلا شبہ یہ لوگ نا پسندیدہ باتیں کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ یقیناً بڑا در گذر کرنے والا مغفرت کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنے قول سے ہٹ جائیں تو انہیں باہمی مقاربت سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہیے اس طرح تمہیں نصیحت کی جاتی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔ پس جسے غلام نہ ملے وہ باہمی مقاربت سے پہلے متواتر دو ماہ کے روزے رکھے اور جو ایسا بھی نہ کر سکے وہ ساڑھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اللہ کی مقرر کردہ حدود میں اور کفار کیلئے درد ناک عذاب ہے۔" (سورہ مجادلہ ۴-۱)

ولادت و رضاعت

بعد از شادی جو بچہ متولد ہووہ انہی ماں باپ کا ہو گا خدانخواستہ زناکاشائے ہو تب بھی بچہ باپ کا ہی سمجھا جائے گا۔ ان امہاتہم الا لای ولدنہما کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور باپ وہی ہے جو شوہر ہے الولد للفراس ولد ماہر الحجر بچہ شوہر کا ہوتا ہے زانی کے لئے پتھراؤ کی سزا ہے۔ استقرار نطفہ کے بعد سقط کرانا ناجائز اور حرام ہے۔ سقط کرانا قتل

سمجھا جائے گا۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا " او رتم اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم انہیں رزق دیں گے او رتم کو بھی ان کا قتل یقیناً بہت بڑا گناہ ہے۔ " (سورہ بنی اسرائیل: ۳۱) عورت بیما ربو معاملہ دائر ہو بچہ بچ جائے یا بچے کی ماں سقط نہ کرانے کی صورت میں ماں کی زندگی کو خطرہ ہے توسقط میں حرج نہیں ارشاد رب العزت ہے لِاتُّضَارَّ وَالِدَةٌ مَّ يَوْلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يَوْلَدُهُ - ماں کو بچہ کی وجہ سے تکلیف میں نہ ڈالا جائے او ر نہ باپ کو اس بچہ کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے (سورہ بقرہ: ۲۳۳) (خرچ اخراجات کے معاملہ میں بھی او ر زندگی کے معاملہ میں بھی۔ شادی کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو باپ ہی کا ہو گا کسی او ر کا نہیں ! ارشاد رب العزت ہے : وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْبًا وَوَضَعَتْهُ كُرْبًا وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا - " ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ پر احسان کرنے کا حکم دیا اسکی ماں نے تکلیف سہ کر اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا او ر تکلیف اٹھا کر اسے جنا اور اسکے حمل او ر دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگ جاتے ہیں دودھ پلانا دوسال حمل چھ ماہ ہو جائیں گے۔ ۳۰ ماہ رضاعت دودھ پلائے۔" (سورہ احقاف : ۱۵) بچہ کا حق ہے کہ اسے دو سال دودھ پلایا جائے۔ ارشاد رب العزت ہے : وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنَمِّمَ الرِّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلِّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لِاتُّضَارَّ وَالِدَةٌ مَّ يَوْلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يَوْلَدُهُ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَمَّا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ - " او رمائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں (یہ حکم) ان لوگوں کے لئے ہے جو پوری مدت دودھ پلوانا چاہتے ہیں او ر بچے والے کے ذمے دودھ پلانے والی ماؤں کی روٹی کپڑا معمول کے مطابق ہو گا کسی پر اسکی گنجائش سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے نہ ماں کو بچہ کی وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے او ر نہ باپ کو اس بچہ کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچایا جائے اور اس طرح کی ذمہ داری وارث پر بھی ہے۔ پھر اگر طرفین باہمی رضا مندی او ر مشورے سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ " نیز " اگر تم اپنی اولاد کو (کسی اور سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ تم عورتوں کو معمول کے مطابق طے شدہ معاوضہ ادا کرو او ر اللہ کا خوف کرو او ر جان لو کہ تمہارے اعمال پر اللہ کی خوب نظر ہے۔ " (سورہ بقرہ: ۲۳۳) کسی عورت سے دودھ پلویا جائے تو وہ رضا عی ماں کہلوائے گی۔ ارشاد رب العزت ہے : وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ - او ر وہ مائیں جو تمہیں دودھ پلوا چکی ہیں اور تمہاری دودھ شریک بہنیں۔ (سورہ نساء: ۲۳) رضاعی ماں ، ماں ہے اور رضاعت کا سلسلہ خاندان میں جاری رہے گا۔ دودھ پلانے کے لیے اجرت بھی دینی چاہیے ارشاد رب العزت ہے : فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوْنَ أَجُورَهُنَّ - اگر وہ تمہارے کہنے پر دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دے دیا کرو۔ (سورہ

طلاق : ۶) خواہ چپقلش کے بعد ماں دودھ پلا رہی ہو اور راجرت کی طلبگاری ہو یا اور کوئی عورت دودھ پلا نے والی ہو۔ ماں کی طرح دودھ پلانے والی بھی (رضاعی) ماں کہلائے گی۔

لعان

میاں بیوی کے درمیان ایک خاص مبالغہ کو لعان کہتے ہیں جس کا اثر یہ ہے کہ شرعی حد سے بچاؤ بوجاتا ہے اور ریچے کی نفی بوجاتی ہے۔ مرد اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ مقاربت کرتے دیکھتا ہے اور کہتا ہے عورت نے بد کاری کی ہے گواہ پیش نہیں کرتا عورت انکاری ہے نیز مرد یہ کہتا ہے بچہ میرا نہیں عورت مدعی ہے کہ بچہ اسکا ہے اللہ نے اسکا حل لعان کی صورت میں پیش کیا۔ مرد اپنا بیان چار دفعہ دہرائے چار دفعہ گواہی دے پانچویں دفعہ جھوٹے ہونے میں اپنے اوپر اللہ کی لعنت کا تذکرہ کرے یہی کام عورت کرے۔ حد جاری نہیں ہو گی اور ریچہ کی بھی نفی ہو جائے گی۔ ارشاد رب العزت ہے : **وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ وَلَوْ لَفَضَّلُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ**۔ "اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور انکے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو انہیں سے ایک شخص یہ شہادت دے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور عورت سے سزا اس صورت میں ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی (تو تمہیں اس کی خلاصی نہ ملتی) اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ کو قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔" (سورہ نور : ۶ تا ۹) صیغہ طلاق کے بغیر عورت مرد کا باہمی رابطہ ختم اور ریچہ کی مرد سے نفی ہو جائے گی دونوں سے حد ٹل جائے گی یعنی (مرد سے حد قذف) تہمت (۸۰ کوڑے اور عورت سے حد زنا ۱۰۰ کوڑے ٹل جائیں گے۔

طلاق

طلاق امر شرعی ہے لیکن اللہ وصل کو پسند کرتا ہے فصل کو نہیں ملاپ کو پسند کرتا ہے انقطاع کو نہیں مل جل کر رہنے اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی گزارنے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ جدائی، تفریق بچوں کی پریشانی خاندان میں باہمی عداوت کا موجب طلاق بارگاہ خداوندی میں نا پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی صورت وصل کی نہیں تو پھر حکم ہے کہ اچھے انداز سے اچھے طریقے سے لڑائی جھگڑا کئے بغیر جدا ہو جانا چاہیے جدا ہونے کا نام طلاق۔ طلاق مقاربت سے پہلے۔ ارشاد رب العزت ہے : **لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرُسُوهُنَّ**

لَهُنَّ قَرِيبَةٌ وَمِمَّنْ يُؤْتَيْنَهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدْرَهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدْرَهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ
وَأَنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ قَرَضْتُمْ لَهُنَّ قَرِيبَةً فَنِصْفُ مَا قَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُو
الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ -

"اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم عورتوں کو ہاتھ لگانے اور مہر معین کرنے سے پہلے طلاق دے دو اس صورت میں انہیں کچھ دے کر رخصت کرو مالدار اپنی وسعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے پیش نظر دستور کے مطابق دے یہ نیکی کرنے والوں پر حق ہے۔ اور اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے قبل اور ان کے لیے مہر معین کر چکنے کے بعد طلاق دے دو تو اس صورت میں تمہیں اپنے مقرر کردہ مہر کا نصف ادا کرنا ہو گا مگر یہ کہ وہ اپنا حق چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں عقد کی گره ہے وہ حق چھوڑ دے اور تمہارا اس مال چھوڑ دینا تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے اور تم آپس کی فضیلت کو نہ بھولو یقیناً تمہارے اعمال پر اللہ کی خوب نگاہ ہے۔" (سورہ بقرہ : ۲۳۶-۲۳۷) عورت غیر مدخولہ (یعنی مقاربت نہ کی گئی) کو طلاق دینے کی صورت میں نصف حق مہر دینا ہو گا۔ طلاق مقاربت کے بعد ارشاد رب العزت ہے: **وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمَّا فَجَّحْنَ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرَحوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ بُزُوًا وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَكُلُّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**۔ "اور رجب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ عدت کے آخری دنوں میں پہنچ جائیں تو انہیں یا تو شائستہ طریقے سے اپنے نکاح میں رکھو (رجوع کرلو) یا شائستہ طور پر رخصت کردو اور رخصت کے وقت ان کی خاطر زیادتی کرنے کے لیے۔ انہیں روکے نہ رکھو اور رجوع کرنا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا اور تم اللہ کی آیات کا مذاق نہ اڑاؤ اور اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اسے یاد رکھو اور (یہ بھی یاد رکھو) کہ تمہاری نصیحت کے لیے اس نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔" (سورہ بقرہ : ۲۳۱) طلاق دینے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ بالغ عاقل بااختیار ہو اپنی مرضی سے طلاق دے مجبور شدہ شخص سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ عورت ایام حیض میں نہ ہو دو عادل گواہ طلاق کے وقت موجود ہوں عادل جن کے گناہ و برابری کا کسی کو علم نہ ہو اور عمومی شہرت اچھی ہو پھر صیغہ طلاق پڑھا جائے ان شرائط میں سے کوئی ایک مفقود ہو جائے تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

تین طلاقیں

ایک ہی نشست میں ایک ہی طلاق ہوتی ہے خواہ صیغہ جس قدر تعداد میں پڑھا جائے جیسے نکاح کے صیغے بار بار پڑھنے سے نکاح ایک ہی ہوتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **أَلطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكُم بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا**

يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ بِمُ الظَّالِمُونَ . " طلاق دو بار ہے یا تو پھر شائستہ طور پر عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ لیا جائے یا اچھے پیرائے میں انہیں رخصت کر دیا جائے اور یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ لے لو مگر یہ کہ زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے پس اگر تمہیں خوف ہو کہ زوجین اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو (اس مال میں) کوئی مضائقہ نہیں جو عورت بطور معاوضہ دے (کر خلع کرائے) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الہی سے تجاوز کرتے ہیں پس وہی ظالم ہیں . " (سورہ بقرہ: ۲۲۹) جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے تین ماہ گذر گئے عورت جدا ہو گئی اب وہ پھر نکاح کر سکتا ہے (یہ ہے ایک طلاق) اختلاف ہو اطلاق کی نوبت آگئی طلاق دیدی۔ تین ماہ گذر گئے اب پھر نکاح کر سکتا ہے (یہ ہیں دو طلاقیں) اب اگر پھر ضرورت محسوس ہوئی کہ طلاق دے اور طلاق کے بعد تین ماہ گذر گئے اب اس کو پھر نکاح کرنے کا حق نہیں ہے مگر حلالہ کے بعد . ارشاد رب العزت ہے : فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ . " (اگر) تیسری بار) طلاق ہوگئی تو یہ عورت اس مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے ہاں پھر اگر دوسرا شوہر اسے طلاق دے (اپنی مرضی اور اختیار سے) اور وہ عورت و مرد دونوں ایک دوسرے کی طرف رجوع کریں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں امید ہو کہ وہ حدود الہی کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ ہیں اللہ کی مقرر کردہ حدود جنہیں اللہ دانشمندیوں کے لیے بیان کرتا ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۰) مفتی اعظم شیخ محمود شلتوت رئیس جامعہ ازہر نے بھی اسی مسلک کو قبول کیا ہے . فرمایا میں نے ایک عرصہ مشرق کے کالج میں مذاہب کی تحقیق میں لگا رہا اور انکے درمیان موازنہ و مقابلہ میں مصروف رہا کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ میں کئی مسائل میں مختلف مذاہب کے آراء و نظریات کی طرف رجوع کرتا بہت سے مقامات پر میں نے شیعہ مذہب کے استدلال کو محکم اور استوار دیکھا تو ان کے سامنے جھکا اور میں نے ان میں اہل اسلام غور و فکر کرو کہ شیعہ نظریہ کو انتخاب کر لیا ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آجکل جہلا کا عام طریقہ ہے تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ مولانا مودودی تعلیم اتورن ملت مسلمہ فکر کرو عورت مرد کے ما بین اختلاف ہو ہی جاتا ہے غصہ میں آکر زبانی یا تحریری طور پر طلاق طلاق کہہ دینے سے وہ مکمل جدا۔ پھر حلالہ۔ یعنی کسی اور سے شادی اور جماع۔ لاقوہ و لاقوہ الا باللہ تو کوئی کسی کو پکڑ لیتا ہے ڈرا دھمکا کر طلاق لے لیتا ہے تو عورت جدا۔ اور پھر حلالہ۔ یہ قول خلاف عقل ہے۔ خلاف فرمان رسول ہے۔ خدا ہمیں ان مفاہد سے بچائے طلاق۔ وقت گزرنے کے بعد نکاح طلاق اول

طلاق۔ وقت گزرنے کے بعد نکاح طلاق دوم طلاق۔ وقت گرنے کے بعد نکاح طلاق سوم اب پھر اجازت نہیں۔ اب کہ حلالہ ہو گا لیکن کیا کبھی اس کی نوبت آسکتی ہے ہم نے تو تاریخ میں اس طرح کا واقعہ نہ پڑھا نہ دیکھا لہذا اس قول سے انسان حلالہ سے مستقلاً چھٹکارا پا لینا ہے بلکہ اللہ کی طرف سے بہت بڑی دھمکی ہے کہ اگر سلسلہ طلاق کا اس طرح جا رہا اور تیسری دفعہ پھر طلاق دی تو پھر تیری بیوی کو کسی اور مرد سے مجامعت کرنا ہوگی تب توشادی کر سکے گا۔ کیا یہ تیری غیرت کو قبول ہے؟ انسان کہے گا ہر گز نہیں! لہذا طلاق کا اس طرح کا سلسلہ ہی نہیں ہو گا۔

عَدَّت

عدت طلاق : بعد از نکاح۔ مقاربت سے پہلے اگر طلاق دی جائے تو عدت نہیں ہوگی۔ ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا فَمَتَّعُوهُنَّ وَسَرَخُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔ "اے مومنو! جب تم مومنات سے نکاح کرو اور پھر باتھ لگانے سے پہلے انہیں طلاق دے دو تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ انہیں عدت میں بٹھاؤ لہذا انہیں کچھ مال دو اور شائستہ انداز میں انہیں رخصت کرو۔" عدت در حقیقت نسل انسانی کی محافظت ہے۔ کہ اگر حمل ہے تو تین ماہ میں واضح ہو جائے گا نیز عورت مرد جنہوں نے کئی سال باہمی انس و محبت کے ساتھ گزارے ہیں انہیں پھر موقع مہیا کرنا ہے کہ تین ماہ میں جب چاہیں مل بیٹھیں اور پھر اکٹھا رہنے کا فیصلہ کریں کیونکہ طلاق جائز ہونے کے باوجود ایسا جائز امر ہے کہ جس سے عرش الہی کانپ جاتا ہے۔ ارشاد رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق يهترمنه العرش (وسائل الشیعہ باب طلاق ص ۲۶۸) نکاح کرو۔ طلاق نہ دینا کہ طلاق دینے سے عرش الہی کانپ اٹھتا ہے۔ پھر طلاق ساری زندگی موجب پریشانی رہے گی۔ کیوں؟ ۱: میاں بیوی کا اس قدر باہمی وقت گزارنا یا دسے محو نہیں ہو گا گزرے ہوئے لمحات ذہن میں گردش کرتے رہیں گے۔ ۲: عورت کے لئے بعض اوقات دوسری شادی کرنا مشکل بعض اوقات آئیڈیل نہیں ملتا یہی حال مرد کا ہوگا۔ پھر خاندانی معاملات میں طلاق زہر والا کام کرتی ہے صرف یہ دونوں نہیں پورا خاندان یا دونوں خاندان پریشانی میں مبتلا رہیں گے ۳: سب سے بڑی مشکل یہ کہ بچے کہاں جائیں گے باپ کے پاس یا ماں کے پاس اگرچہ اللہ نے معین کر دیا ہے پہلے ماں کے پاس پھر ۳ سال کا لڑکا ۷ سال کی لڑکی باپ کی حفاظت میں رہیں گے ظاہر ہے جس کے پاس ہوں گے ماں یا باپ میں سے دوسرے کی کمی ستاتی رہے گی لہذا اپنے لیے نہیں تو کم از کم اولاد کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر طرف سے طعن و تشیع کے تیر چلیں گے یہ بے چارے دیے سمے ہی رہیں گے۔ طلاق سے اجتناب کرنا چاہیے اللہ وصل چاہتا ہے فصل نہیں۔

طلاق کی شرائط

عورت ماہانہ عادت میں نہ ہو انہی دنوں شوہر سے اختلاط نہ ہوہوا دو گواہ عادل۔ جن کا کوئی عیب نظر میں نہ ہو ان کی موجودگی لازمی ہے باقاعدہ صیغہ جاری کیا جائے۔ پھر بعد طلاق عدت کے ایام کا حساب مرد نے رکھنا ہے تاکہ طلاق کا احساس رہے ہو سکتا ہے پلٹ آئے۔ رجوع کرے یا عورت اسی گھر میں رہنا چاہے۔ عورت کے اخراجات ادا کرنے ہوں گے اپنی حیثیت کے مطابق عام عدت ۳ ماہ۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَأُخْرِجُوهُنَّ مِنْ مَبُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ يَفَاحِشَةً مُبَيَّنَّةً وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ قَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ "اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دے دیا کرو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب سے ڈرو تم انہیں (عدت کے دنوں) ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ عورتیں خود نکل جائیں مگر یہ کہ وہ کسی نمایاں برائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو اپنے نفس پر ظلم کیا تجھے کیا معلوم اس کے بعد اللہ کوئی صورت پیدا کرے پھر جب عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کو آئیں تو انہیں اچھی طرح سے اپنے عقد میں رکھو یا انہیں اچھے طریقے سے علیحدہ کردو اور اپنوں میں سے دو صاحبان عدل کو گواہ بناؤ اور اللہ کی خاطر درست گواہی دو یہ وہ باتیں ہیں جن کی تمہیں نصیحت کیجاتی ہے بر اس شخص کیلئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتاہو۔" ارشاد رب العزت ہے: وَاللَّا يُئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَاللَّا يُئِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا۔ "تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو گئی ہوں ان کے بارے میں اگر تمہیں شک ہو جائے (کہ خون کا بند ہونا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے ہے) تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی اور یہی حکم ان عورتوں کے لیے ہے جنہیں حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے اور جو اللہ سے تو ڈرتا ہے وہ اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔" ارشاد رب العزت ہے: ذَلِكُمْ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا أَسْكِنُوهُنَّ مِّنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلًا فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأَتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَسْتَرْضِعْ لَهُ أُخْرَى لِيَنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يَكْفِلُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا۔ "یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اسکی برائیاں دور کر دے گا اور اس کے لیے اجر کو بڑھا دے گا ان عورتوں کو)

زمانہ عدت میں بقدر امکان وہاں سکونت دو جہاں تم خود رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اگر وہ حاملہ ہوں تو انکو زمانہ وضع حمل تک خرچہ دو پھر اگر وہ تمہارے کہنے پر دودھ پلائیں تو انہیں (اس کی) اجرت دو اور احسن طریقہ سے باہم مشورہ کر لیا کرو (اور اجرت طے کرنے میں) اگر تمہیں آپس میں دشواری پیش آئے تو ماں کی جگہ اور کوئی عورت دودھ پلائے گی وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچہ کرے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ نے جس کو جتنا دیا ہے اس سے زیادہ مکلف نہیں بناتا جنت تنگدستی کے بعد عنقریب اللہ آسانی پیدا کرے گا۔" (سورہ طلاق: ۵،۷) (ارشاد رب العزت ہے: وَالْمُطَلَّقاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنْنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبَعُولَتْهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّينَ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْنَ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔" اور طلاق یافتہ عورتیں (تین مرتبہ ماہواری سے پاک ہونے تک) انتظار کریں اور اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتی ہیں تو ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ رکھا ہے اسے چھپائیں ان کے شوہر اصلاح و سازگاری کے خواہاں ہیں تو عدت کے دنوں میں انہیں اپنی زوجیت میں واپس لینے کے پورے حق دار ہیں اور عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۸) (گویا بعد از طلاق عدت کے ایام میں مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے لیکن رجوع سے مقصد اصلاح ہو باہمی اکٹھا رہنا ہو یہ خیال رہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔

عدت وفات

جیسے طلاق کے بعد عدت کی ضرورت ہے اسی طرح اگر شوہر فوت ہو جائے تو بھی اسلام نے عدت کا حکم دیا ہے ارشاد رب العزت ہے: وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔" اور تم میں جو وفات پاجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو شریعت کے مطابق اپنے بارے میں جو فیصلہ کریں اسکا تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔" (سورہ بقرہ: ۱۳۴) (ارشاد رب العزت ہے: وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔" اور تم میں سے جو وفات پاجائیں انہیں چاہیے کہ بیویوں کے بارے میں وصیت کر

جائیں ایک سال تک انہیں (نان و نفقہ سے) بہرہ مند رکھا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں تو دستور کے دائرہ میں رہ کر جو بھی اپنے لیے فیصلہ کرتی ہیں تمہارے لیے کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (سورہ بقرہ: ۲۴۰) عدت کے اختتام کے بعد اگر عورت شادی کرنا چاہیے تو دستور کے مطابق کر سکتی ہے کوئی مرد اس سے شادی کا خواہاں ہے تو شادی کے لیے خطبہ کر سکتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُؤَاعِدُوْنَ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْرَمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ۔ "اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم ان عورتوں کے ساتھ نکاح کا اظہار اشارے کئے میں کرو یا اسے تم اپنے دل میں پوشیدہ رکھو اللہ کو تو علم ہے کہ تو ان سے ذکر کرو گے مگر ان سے خفیہ قول و قرار نہ کرو ہاں اگر کوئی بات کرنا ہے تو دستور کے مطابق کرو البتہ عقد کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے اور جان رکھو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے لہذا اسے ڈرو اور جان رکھو اللہ بڑا بخشنے والا، بردبار ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۳۵) عدت کے دنوں میں نکاح کرنے سے (خصوصاً مقاربت بھی کر لی جائے) عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اصطلاح شرع میں اسے کہتے ہیں حرام مؤبد۔ لہذا انتظار ضروری ہے عدت ختم ہو جائے تو نکاح کر لیا جائے۔ جس طرح عدت کے دوران نکاح حرمت ابدی کا باعث ہے اسی طرح شوہردار عورت کے ساتھ نکاح کرنا بھی حرمت ابدی کا موجب ہوتا ہے پس یہ جانتے ہوئے کہ یہ شوہردار ہے کوئی شخص اگر اس سے نکاح کرے تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس شخص پر حرام ہو جائے گی۔

طلاق خلع

عورت شوہر کو پسند نہیں کرتی اس سے شدید نفرت کرتی ہے اس کے ساتھ رہنے کو کسی صورت قبول نہیں کرتی تو طلاق کی مانگ عورت کی طرف سے ہوگی حق مہر کی واپسی یا کسی اور چیز کے دینے پر مرد طلاق دے گا اس طلاق میں مرد کو رجوع کا حق نہیں طلاق کی باقی عام شرائط موجود ہونی چاہئیں۔ اس طلاق کا نام خلع ہے۔ ہاں البتہ عورت نے جو کچھ دیا ہے اگر اس میں رجوع کرتی ہے اور اپنی چیزیں واپس طلب کرتی ہے تو مرد کو اس طلاق میں بھی رجوع کا حق حاصل ہوگا۔

عورت کی گواہی

حقوق الہی و حقوق انسانی کے اثبات کے لیے بعض اوقات شہادت گواہی کی ضرورت ہوتی ہے کئی معاملات میں عورت کی گواہی مقبول ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى - "اگر دو مرد نہ ہوں تو اپنی پسند کے مطابق ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بناؤ تاکہ اگر ان میں ایک بھول جائے تو دوسری اسے یا د دلائے"۔ حقوق انسان میں حق غیر مالی طلاق وغیرہ کے معاملات میں دو مرد گواہ ہونا چاہئیں۔ حقوق مالی، شادی کے معاملات وغیرہ میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی کفایت کرتی ہے۔ جو مسائل عورتوں سے مربوط ہیں مردوں کے لیے ان پر اطلاع پانامشکل ہے اس میں صرف عورتوں کی گواہی کافی ہے اسی طرح میراث اور وصیت کے مسائل میں عورتوں کی گواہی کافی ہے غرضیکہ گواہی کے سلسلہ میں اللہ نے عورت کو بہت اہمیت دی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا يَجِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنْنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - "اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو کچھ خلق کیا ہے اسے چھپائیں گویا بتانا ضروری ہے اور یہی عورتوں کی گواہی ہے"۔ (سورہ بقرہ: ۲۲۸)

عورت و میراث

بیٹی کی وراثت اگر مرنے والے کی اولاد صرف ایک بیٹی ہو تو نصف مال اس کا حق ہے اور دیگر عزیزوں کے نہ ہونے کی صورت میں باقی نصف بھی اسے مل جائے گا۔ ارشاد رب العزت: وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ - اور اگر صرف اس کی صرف ایک ہی لڑکی ہے تو نصف ترکہ اس کا حق ہے۔ (سورہ نساء: ۱۱)

ماں

مرنے والے کی اولاد ہونے کی صورت میں ماں کا چھٹا حصہ ہے نہ ہونے کی صورت میں تیسرا حصہ ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرَثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ - "اور میت کی اولاد ہونے کی صورت میں والدین میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہ ہو بلکہ صرف ماں باپ وارث ہوں تو اسکی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا"۔ (سورہ نساء: ۱۱)

بیوی

ارشاد رب العزت ہے: وَلَهُنَّ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ مَّرْءٍ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ ذَيْنَ - "اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو انہیں (بیویوں کو) تمہارے ترکے میں سے چوتھائی ملے گی اور اگر تمہاری اولاد ہو تو انہیں تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا یہ تقسیم تمہاری وصیت پر عمل کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی"۔ (سورہ نساء: ۱۲)

بہن

ارشاد رب العزت ہے : **وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ** فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ" اور اگر کوئی مرد یا عورت بے اولاد ہو اور والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اسکا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر اس کے بہن بھائی زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی حصہ میں شریک ہوں گے۔ یہ تقسیم وصیت پر عمل کرنے اور قرض ادا کرنے بعد ہوگی بشرطیکہ ضرررساں نہ ہو۔ یہ نصیحت اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا دانا اور بردبار ہے۔" (سورہ نساء: ۱۲) (ارشاد رب العزت ہے : **يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنَّ أَمْرًا لَّيَسَرَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَبِوَرَثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ يَكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**۔ "لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں ان سے کہہ دیجے اللہ کلالہ کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مرحائے اور اسکی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اسے بھائی کے ترکے سے نصف ملے گا اگر بہن مر جائے اور اسکی کوئی اولاد نہ ہو تو بھائی کو بہن کا پورا ترکہ ملے گا اگر بہنیں دو ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے سے دو تہائی ملے گا اگر بہن بھائی دونوں ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا۔ اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔" (سورہ نساء: ۱۷۶)

